مدارسِ اسلامیہ

حقیقی کردار اور نصب العین کا تحفظ

تجاویز اور مشورے

حسب ایماء

حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب دامت برکاتہم

مہتمم دارالعلوم دیوبند و صدر رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ

مرتب

جناب مولانا شوکت علی قاسمی بستوی

ناظم عمومی رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ و استاذ دارالعلوم دیوبند
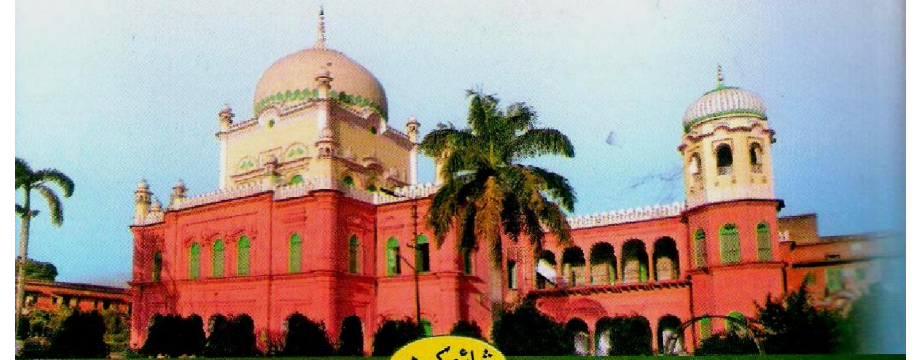
شائع کردہ

مرکزی دفتر رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ دارالعلوم دیوبند

فہرست عنوانات

رائے عالی

گرامی قدر حضرت اقدس مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی زید مجدہم

مہتمم دارالعلوم دیوبند وصدر رابطہ مدارسِ اسلامیہ عربیہ

دارالعلوم دیوبند میں ۱۴۱۵ھ سے رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ قائم ہے، جس کے بنیادی مقاصد میں مدارس اسلامیہ کے نظامِ تعلیم وتربیت کو بہتر بنانا، باہمی ربط واتحاد کو فروغ دینا اور مدارس اسلامیہ کی داخلی و خارجی مشکلات کا ازالہ شامل ہے۔

رابطۂ مدارس کے قیام کے بعد سے اب تک مدارس اسلامیہ کے متعدد اجلاس دارالعلوم دیوبند میں منعقد ہو چکے ہیں، ان میں مدارس اسلامیہ کے نظام کے استحکام، معیارِ تعلیم کی بہتری، مدارس کے نصب العین اور حقیقی کردار کے تحفظ وبقاء باہمی ربط واتحاد کے فروغ، داخلی وخارجی مسائل ومشکلات کے حل کے سلسلہ میں اجتماعی غور وخوض کیا جاتا رہا ہے اور اہم فیصلے صادر ہوتے رہے ہیں۔

مجھے خوشی ہے کہ رابطۂ مدارس اسلامیہ کی مجلس عمومی کے کل ہند اجلاس منعقدہ ۳/جمادی الثانیہ ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۴/مارچ ۲۰۱۵ء کے موقع پر رابطہ مدارس اسلامیہ کے ناظم عمومی جناب مولانا شوکت علی صاحب قاسمی بستوی استاذ دارالعلوم دیوبند نے زیرِ نظر رسالہ ''مدارس اسلامیہ: حقیقی کردار اور نصب العین کا تحفظ، تجاویز اور مشورے'' مرتب کیا ہے، جس میں مدارس اسلامیہ کے نصب العین، حقیقی کردار، نصابِ تعلیم، نظامِ تعلیم وتربیت، ضابطۂ اخلاق اور دستور العمل وغیرہ سے متعلق اہم اور

ضروری معلومات اور تجاویز وغیرہ جمع کر دی گئیں ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ، موصوف کی یہ کوشش قبول فرمائے، جزاء خیر عطا فرمائے اور رسالے میں مذکور رابطۂ مدارسِ اسلامیہ کی تجاویز اور سفارشات کی روشنی میں نظامِ تعلیم وتربیت کو استوار اور مستحکم رکھنے کی توفیق ارزانی فرمائے، آمین۔

(حضرت مولانا مفتی) ابوالقاسم نعمانی غفرلہ (صاحب، زید مجدہم)
مہتمم دارالعلوم دیوبند وصدر رابطہ مدارسِ اسلامیہ عربیہ
۲۳/جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ
۱۵/مارچ ۲۰۱۵ء

حرف آغاز

ہندوستان سے مسلم حکومت کے خاتمہ کے بعد، اسلام اور مسلمانوں کی بقاء وتحفظ کے لیے دارالعلوم دیوبند اور اس کے بعد قائم ہونے والے مدارسِ اسلامیہ کی ہمہ گیر خدمات روز روشن کی طرح عیاں ہیں، ان مدارس نے اسلام کو حقیقی شکل میں محفوظ رکھے، علومِ اسلامیہ کی ترویج و اشاعت، باطل عقائد ونظریات کی تردید، دینِ صحیح کی تفہیم ودعوت، مسلم معاشرہ کی اصلاح اور ملک وملت کی تعمیر وترقی میں عظیم وتاریخی کردار ادا کیا ہے، جس کے اثرات پورے عالم میں محسوس کیے گئے۔

مدارسِ اسلامیہ کو اکابر رحمہم اللہ کے منہاج پر باقی رکھنے، نظامِ تعلیم وتربیت کو فعال و مستحکم بنانے، ان کی سرگرمیوں میں مزید یکسانیت اور عمدگی لانے اور درپیش مسائل ومشکلات کو اجتماعی غور وخوض سے حل کرنے کے لیے ۱۴۱۵ھ میں دارالعلوم دیوبند کے زیر اہتمام کل ہند رابطہ مدارسِ اسلامیہ عربیہ کا قیام عمل میں آیا، جس کے بہت مفید اثرات مرتب ہوئے، قیام سے اب تک رابطۂ مدارس کے زیر اہتمام دارالعلوم دیوبند میں مدارسِ اسلامیہ کے ۱۲/اہم اور کل ہند اجلاس ہو چکے ہیں، اور ۹/اجلاس، رابطہ مدارس کی ۵۱/رکنی مجلس عاملہ کے منعقد ہوئے ہیں، ان اجلاسوں میں مدارسِ اسلامیہ کے نظامِ تعلیم وتربیت کی بہتری، باہمی ربط واتحاد کے فروغ، مسائل ومشکلات کے حل وغیرہ سے متعلق اہم امور وموضوعات پر اجتماعی تبادلۂ خیالات ہوا ہے، اور مفید فیصلے کیے گئے۔

راقم السطور نے دارالعلوم میں مدارس کے کل ہند اجتماعات کی تجاویز اور فیصلوں کی روشنی میں نظامِ مدارس کے استحکام، معیارِ تعلیم وتربیت کی بہتری، معاشرے کی اصلاح، مدارس کے نصب العین اور حقیقی کردار کے تحفظ کے حوالہ سے متعلقہ امور اس رسالے میں جمع کردیے ہیں۔

گرامی قدر محترم حضرت اقدس مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی مہتمم دارالعلوم دیوبند وصدر رابطۂ مدارس اسلامیہ عربیہ زیدت معالیہم نے رسالہ ملاحظہ فرماکر پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور اپنی رائے عالی تحریر فرماکر رسالہ کی زینت اور قدر وقیمت میں اضافہ فرمایا، بندہ حضرت والا کا بے حد ممنون وشکر گذار ہے۔

حضرت اقدس ہی کی سرپرستی میں رابطۂ مدارسِ اسلامیہ مفوضہ امور کی انجام دہی میں مصروف اور ترقی واستحکام کے سفر پر گامزن ہے۔

۳/جمادی الثانیہ ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۴/مارچ ۲۰۱۵ء میں انعقاد پذیر کل ہند اجلاس مجلس عمومی کے موقع پر اس رسالہ کی اشاعت عمل میں آرہی ہے اور اسے ان شاء اللہ اجلاس کے مندوبین کرام کی خدمت میں پیش بھی کیا جائے گا، دعا ہے کہ حضرت حق جلّ مجدہٗ رسالہ کو قبولیت سے سرفراز فرمائے۔

بندہ

شوکت علی قاسمی بستوی

استاذ دارالعلوم دیوبند

وناظم عمومی رابطۂ مدارسِ اسلامیہ عربیہ

۲۳/جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ

۱۵/مارچ ۲۰۱۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم،أ ما بعد

دارالعلوم دیو بند کا قیام

برطانوی سامراج کے خلاف ۱۸۵۷ء کی جدو جہد آزادی نا کام ہو چکی تھی، علماء حق کو چن چن کر قتل کیا جار ہا تھا، سلطنتِ مغلیہ کا خاتمہ ہو چکا تھا، شاطرانِ فرنگ پورے برصغیر پر اپنا قبضہ جما چکے تھے، اسلامی سطوت خاک میں مل چکی تھی، مسلمانوں کے دین وایمان پر شب خوں مارا جار ہا تھا، اسلامی تہذیب کے نقوش مٹنے لگے تھے، پوری ملت اسلامیہ مایوسی وکس مپرسی کا شکار تھی، اسلامی نظام تعلیم ختم ہو چکا تھا، برطانوی تعلیمی پالیسی کا نفاذ ہور ہا تھا، برصغیر کو دوسرا اسپین بنانے اور اسلام اور مسلمانوں کو دیس نکالا دینے کی تمام تیاریاں مکمل کر لی گئی تھیں کہ دیو بند کے افق سے امید کی روشن کرن پھوٹی، اللہ تعالیٰ نے برصغیر میں سرمایۂ ملت کی نگہبانی، اسلام اور علوم اسلامیہ کی حفاظت کا سامان پیدا فرمایا اور حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ (متوفی ۱۲۹۷ھ) اوران کے رفقاے کار حضرات کے دلوں میں دارالعلوم دیو بند کی شکل میں اسلامی قلعہ کی تعمیر کا الہام فرمایا اور ۱۵؍محرم ۱۲۸۳ھ، مطابق ۳۰؍مئی ۱۸۶۶ء کو ایک مبارک ومسعود ساعت میں دیو بند میں اس کی داغ بیل ڈال دی گئی۔

یہ داغ بیل کن مبارک ہاتھوں سے ڈالی گئی؟ سنیے! حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں:

”یہ صالح ہستیاں منتخب روزگار تھیں، خدارسیدہ تھیں، انہیں نورِ بصیرت حاصل تھا، یہ عرفانِ شریعت سے آراستہ تھیں اور یہ اس مومنانہ فراست، حکیمانہ صلاحیت اور ملہمانہ بصیرت کا کرشمہ تھا کہ خداوند قدوس کے حکم سے دیو بند کی

خاک پر علوم نبوت کی ایک درس گاہ عالم وجود میں آگئی، بادی النظر میں یہ ایک حقیر درس گاہ تھی، لیکن فی الحقیقت یہ علوم ومعرفت کا عظیم سرچشمہ تھا، اس میں بڑی جامعیت تھی، بڑی ہمہ گیریت تھی، یہ ایک دانش کدہ تھا، علم وعرفان کا مرکز عظیم اورامن وتقویٰ کا مظہر جلیل تھا، فکر وعمل کی بہترین جلوہ گاہ تھی، اوراس طائفۂ ولایت کے سرخیل حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ تھے، کون محمد قاسم؟ جواشارۂ ربّانی کے رمز شناس تھے، جن کے باطنی محاسن اور جن کے اخلاقی مکارم نے کفر کی ظلمتوں کا سینہ چیر کر اس میں نورایمان پیوست کیا تھا اوران کے باطنی شعور اور فکری بلوغ سے ظلمت کدۂ ہند میں وحی الٰہی کی روشنی پھیلانے کا انتظام ہور ہا تھا، پھر یہ اسلام کا بطل جلیل تنہا نہ تھا اس کی معاونت کے لیے دیگر رجال کار بھی تھے۔ وہ کون؟ وہ حاجی سید عابد حسینؒ تھے وہ مولانا ذوالفقار علیؒ تھے۔ وہ مولانا فضل الرحمانؒ تھے، یہ وہ بندگان خدا تھے جن کی اصابتِ فکر، جن کی جلالتِ علم اور جن کی فراست وفہم پر ماہ وپروین گواہ تھے۔ (ہمارا تعلیمی نظام، ص۱۴۴)

قیام کے اغراض ومقاصد

دارالعلوم دیو بند کے قیام کے بنیادی مقاصد میں یہ بات شامل تھی کہ لارڈ میکالے نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو نظامِ تعلیم نافذ کیا تھا، اسے ناکام بنا کر اسلامی علوم وفنون کی حفاظت کی جائے۔ دین کے سچے مخلص خادم اور اسلام کے جاں باز جرأت مند سپاہی تیار کیے جائیں، جو اسلامی عقائد وشعائر اور دینی اخلاق وروایات کے داعی اور نقیب بنیں اور سخت سے سخت حالات میں علومِ کتاب و سنت کی تعلیم واشاعت، اسلامی تعلیمات کے فروغ، ملک وملت کی تعمیر وترقی اور مسلمانوں کی اصلاح کی خدمات انجام دیں اور باطل طاقتوں کی فتنہ سامانیوں سے اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کرسکیں، دارالعلوم دیو بند کے دستور اساسی میں

دارالعلوم کے قیام کے مقاصد درج ذیل بیان کیے گئے ہیں:

(۱) قرآن مجید، تفسیر، حدیث، عقائد وکلام اور ان علوم کے متعلقہ ضروری اور مفید فنون آلیہ کی تعلیم دینا، مسلمانوں کو مکمل طور پر اسلامی معلومات بہم پہنچانا اور رشد وہدایت اور تبلیغ کے ذریعے اسلام کی خدمت انجام دینا۔

(۲) اعمال واخلاقِ اسلامیہ کی تربیت اور طلبہ کی زندگی میں اسلامی روح پیدا کرنا۔

(۳) اسلام کی تبلیغ واشاعت اور دین کا تحفظ اور اشاعتِ اسلام کی خدمت بذریعۂ تحریر وتقریر بجالانا اور مسلمانوں میں تعلیم وتبلیغ کے ذریعے سے خیر القرون اور سلف صالحین جیسے اخلاق واعمال اور جذبات پیدا کرنا۔

(۴) حکومت کے اثرات سے اجتناب واحتراز، اور علم وفکر کی آزادی کو برقرار رکھنا۔

(۵) علوم دینیہ کی اشاعت کے لیے مختلف مقامات پر مدارسِ عربیہ قائم کرنا اور ان کا دارالعلوم سے الحاق۔

اصولِ ہشت گانہ برائے دارالعلوم دیوبند ودیگر مدارس اسلامیہ

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہٗ کے تحریر فرمودہ ان اصولِ ہشت گانہ پر بھی نظر ڈالنا ضروری ہے، جو دارالعلوم دیوبند ہی نہیں، تمام اسلامی مدارس کے لیے رہنما اصول یا دستورِ اساسی کی حیثیت رکھتے ہیں:

(۱) اصل اول یہ ہے کہ تامقدور کارکنان مدرسہ کو ہمیشہ تکثیر چندہ پر نظر رہے، آپ کوشش کریں اوروں سے کرائیں، خیر اندیشان کو یہ بات ہمیشہ ملحوظ رہے۔

(۲) ابقاءِ طعام، بلکہ افزائش طعام طلبہ میں جس طرح ہو سکے خیر اندیشان مدرسہ ساعی رہیں۔

(۳) مشیران مدرسہ کو ہمیشہ یہ بات ملحوظ رہے کہ مدرسہ کی خوبی اور اسلوبی ہو، اپنی بات کی پچ نہ کی جائے، خدانخواستہ جب اس کی نوبت آئے گی کہ اہل مدرسہ اہل

مشورہ کو اپنی مخالفت رائے اور اوروں کی رائے کے موافق ہو، ناگوار ہو تو پھر اس مدرسے کی بنا میں تزلزل آجائے گا۔ القصہ تہ دل سے ہر وقت مشورہ اور نیز اس کے پس وپیش میں اسلوبی مدرسہ ملحوظ رہے، سخن پروری نہ ہو، اور اس لیے ضروری ہے کہ اہل مشورہ اظہارِ رائے میں کسی وجہ سے متأمل نہ ہوں اور سامعین بہ نیت نیک اس کو سنیں، یعنی یہ خیال رہے کہ اگر دوسرے کی بات سمجھ میں آجائے گی، تو اگرچہ ہمارے مخالف ہی کیوں نہ ہو، بہ دل وجان قبول کریں گے اور نیز اس وجہ سے یہ ضروری ہے کہ مہتمم امور مشورہ طلب میں اہل مشورہ سے ضرور مشورہ کیا کرے خواہ وہ لوگ ہوں جو ہمیشہ مشیر مدرسہ رہتے ہیں یا کوئی وارد صادر جو علم وعقل رکھتا ہو اور مدرسوں کا خیر اندیش ہو اور نیز اسی وجہ سے ضروری ہے کہ اگر اتفاقاً کسی وجہ سے کسی اہل مشورہ سے مشورہ کی نوبت نہ آئے اور بقدرِ ضرورت اہل مشورہ کی مقدار معتد بہ سے مشورہ کیا گیا ہو تو پھر وہ شخص اس، وجہ سے ناخوش نہ ہو کہ مجھ سے کیوں نہ پوچھا، ہاں اگر مہتمم نے کسی سے نہ پوچھا تو پھر اہل مشورہ معترض ہو سکتے ہیں۔

(۴) یہ بات بہت ضروری ہے کہ مدرسین مدرسہ باہم متفق المشرب ہوں اور مثل علماء روزگار خود رہیں اور دوسروں کے درپے توہین نہ ہوں، خدانخواستہ جب اس کی نوبت آئے گی تو پھر اس مدرسے کی خیر نہیں۔

(۵) خواندگی کی مقررہ اس انداز سے ہو جو پہلے تجویز ہو چکی ہے یا بعد میں کوئی اور انداز مشورہ سے تجویز ہو، ورنہ یہ مدرسہ اول تو خوب آباد نہ ہوگا اور اگر آباد ہوگا تو بے فائدہ ہوگا۔

(۶) اس مدرسے میں جب تک آمدنی کی کوئی سبیل یقینی نہیں، جب تک یہ مدرسہ انشاء اللہ بشرطِ توجہ الی اللہ اسی طرح چلے گا اور اگر کوئی آمدنی ایسی یقینی حاصل ہوگئی جیسے جاگیر یا کارخانۂ تجارت یا کسی امیر محکم القول کا وعدہ تو پھر یوں نظر آتا ہے کہ یہ خوف ورجاء، جو سرمایۂ رجوع الی اللہ ہے ہاتھ، سے جاتا رہے گا اور امداد

غیبی موقوف ہو جائے گی اور کارکنوں میں باہم نزاع پیدا ہو جائے گا۔ القصہ آمدنی اور تعمیر وغیرہ میں ایک نوع کی بے سروسامانی ملحوظ رہے۔

(۷) سرکاری شرکت اور اُمرا کی شرکت بھی زیادہ مضر معلوم ہوتی ہے۔

(۸) تا مقدور ایسے لوگوں کا چندہ موجب برکت معلوم ہوتا ہے، جن کو اپنے چندے سے امید ناموری نہ ہو، بالجملہ حسن نیتِ اہل چندہ زیادہ پائیداری کا سامان معلوم ہوتا ہے۔

اصولِ ہشت گانہ کی تشریح

دارالعلوم دیوبند اور اس کے منہاج پر جاری دیگر مدارس دینیہ کے مذکورہ اصول ہشت گانہ کی تشریح حضرت مولانا سید محمد میاں دیوبندیؒ اپنے الفاظ میں یوں فرماتے ہیں:

”ان اصولوں کی بناء پر بہ آسانی کہا جاسکتا ہے کہ دارالعلوم اور اس کے ہم صنف دیگر مدارس کے مقاصد حسب ذیل ہیں:

(الف) آزادیٔ ضمیر کے ساتھ ہر موقع پر کلمۃ الحق کا اعلان ہو، کوئی سنہری طمع، مربیانہ دباؤ یا سرپرستانہ مراعات اس میں حائل نہ ہو سکے۔ (مندرجہ بالا الف و ب کے لیے ملاحظہ ہو اصول ہشت گانہ کی دفعہ ۶ و ۷ و ۸)

(ب) اس کا تعلق عام مسلمانوں کے ساتھ زائد سے زائد ہوتا کہ یہ تعلق خود بخود مسلمانوں میں ایک نظم پیدا کردے جو ان کو اسلام اور مسلمانوں کی اصل شکل پر قائم رکھنے میں معین ہو اور اس طرح اسلامی عقائد اور اسلامی تہذیب ہمیشہ کے لیے ورنہ کم ازکم اس وقت تک کے لیے محفوظ ہو جائے، جب تک یہ مرکز اپنے صحیح اصول پر قائم رہے، نیز توکل علی اللہ اور عوام کی طرف سے احتیاج خود کارکنانِ مدرسہ کو اسلامی شان پر باقی رکھ سکے اور جابرانہ استبداد یا ریاست کا ٹھاٹ ان میں

قطعاً پیدا نہ ہو، بلکہ ایک جمہوری تعلق ہو، جو ایک کو دوسرے کا محتاج بنائے رکھے اور اس طرح آپس میں خود ایک دوسرے کی اصلاح ہوتی رہے۔

(ج) کارکنان، خدام اور مستفیضین کی جماعت جملہ اثرات سے محفوظ اور مامون رہ کر ولی اللّٰہی مسلک پر شدت سے عمل پیرا رہے جس کے متعلق تمام عالم اسلامی کا اتفاق ہے کہ وہ سنت قویمہ ہے، مسلک اسلاف کے عین مطابق ہے، افراط وتفریط سے پاک، صراطِ مستقیم اور معیار صحیح ہے۔ (ملاحظہ ہو اصل ۴)

(د) خودداری اور استبداد (جو شرعی نیز تاریخی حیثیت سے بربادیٔ مسلم کا واحد ذمہ دار ہے) کے برخلاف باہمی مشاورت سے اجتماعی اور جمہوری حیثیت کے ساتھ کام کرنے کا نمونہ مسلمانوں کے سامنے پیش کیا جائے۔ (اس کے متعلق اصل ۳ میں متعدد ضابطوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے“۔ (علماء حق، ج:۱، ص:۵۴ تا ۵۶)

مقاصدِ تاسیس سے ہم آہنگ نصابِ تعلیم

دارالعلوم دیوبند کا قیام امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کی تحریک دعوۃ واصلاح کی بنیاد پر مسلم معاشرے کی دینی، ملی اور دعوتی ضرورتوں کی تکمیل، علوم کتاب وسنت کی حفاظت واشاعت، دینی عقائد وشعائر کی صیانت اور سرمایۂ ملت کی پاسبانی اور دیگر مذکورہ بالا اغراض ومقاصد کے لیے عمل میں آیا تھا، اس لیے اس کا نصابِ تعلیم خالص دینی تجویز کیا گیا، یہ وہی نصاب تھا جو درس نظامی کے نام سے موسوم تھا، اسی میں خاصا ردوبدل کر کے اسے دارالعلوم دیوبند کے لیے تجویز کر دیا گیا، پھر ۱۲۸۳ھ میں نصاب تعلیم پر نظر ثانی کی گئی، فارسی نصاب کو عربی سے الگ کر دیا گیا اور عربی کا نصاب اس طرح مقرر کیا گیا کہ اس دور کے ذہین طلبہ اس کو چھ سال میں مکمل کر لیں، مگر پھر ۱۲۹۰ھ میں دوبارہ غور کیا گیا اور عربی نصاب تعلیم کو آٹھ سالہ بنا دیا گیا، دارالعلوم کی رودادوں سے معلوم

ہوتا ہے کہ پھر ۱۳۰۲ھ میں دوبارہ نصاب تعلیم زیرِ غور آیا اور اس میں جزوی ردوبدل کیا گیا، اس کے بعد بھی مختلف اوقات میں اس طرح کی ترمیمات کی جاتی رہیں۔

نصاب تعلیم کے سلسلے میں حضرات اکابر دیوبند کے طرزِ عمل سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ انھوں نے نصاب تعلیم کو دو مرحلوں میں تقسیم کیا تھا، پہلے مرحلے میں جسے اس دور میں شعبۂ فارسی و ریاضی کہا جاتا تھا اور جسے آج کی اصطلاح میں مدرسہ ابتدائیہ کہنا چاہیے، ان تمام چیزوں کی رعایت تھی، جن کی ایک انسان کو اپنی زندگی میں ضرورت پڑتی ہے، اس دور میں چونکہ فارسی ملک کی رائج زبان تھی، اس لیے مدرسہ ابتدائیہ میں فارسی ادب، بلاغت اور انشاء کا عنصر غالب تھا؛ لیکن اس کے علاوہ حساب، تاریخ، جغرافیہ، اقلیدس، اخلاق تصوف وغیرہ کے ذریعے طالبِ علم کو اتنا علم اور تربیت کے ذریعے اس کو ایسا مزاج دیا جاتا تھا، کہ اگر وہ تعلیم منقطع کردے، تو معاشرے کا ایک تعلیم یافتہ، دین دار فرد شمار کیا جائے اور اگر وہ علوم عصریہ کی راہ اختیار کرے، تو دین سے بیزار نہ ہو اور علومِ عربیہ عالیہ میں داخل ہو، تو اکابرِ دارالعلوم کو اسلام کی مختلف النوع خدمات کے لیے جن مجاہدین اور علماء راسخین کی ضرورت ہے، ان کا فرد کامل بن جائے۔

عربی درجات کا نصاب تعلیم

عربی درجات کے لیے آٹھ سالہ نصاب کچھ تغیرات کے بعد وہی درس نظامی ہے، اس نصاب کو منتخب کرنے کی وجہ اس کی خصوصیات ہیں کہ اس کے پڑھنے والوں میں دقتِ نظر، اور قوت مطالعہ پیدا ہوجاتی ہے، یعنی اگر کوئی محنتی اور باذوق طالب علم اس نصاب کو ذوق وشوق اور تحقیق کے ساتھ مکمل کرلیتا ہے تو اس کو اگرچہ فراغت کے ساتھ ہی تحقیق کا درجہ حاصل نہیں ہوجاتا؛ لیکن اس میں یہ صلاحیت ضرور پیدا ہوجاتی ہے کہ وہ آئندہ اپنی جدوجہد اور مطالعے سے جس فن میں چاہے

کمال پیدا کرسکتا ہے، اس نصاب کی کتابیں حضراتِ علماء متاخرین کی مرتب کردہ ہیں اور ان میں یہ بات ملحوظ رکھی گئی ہے کہ اختصار کے ساتھ کتاب اپنے موضوع کے تمام مباحث ومسائل وجزئیات پر محیط ہو؛ تاکہ طالب علم زیرِ درس موضوع کی تمام بحثوں پر حاوی ہوجائے۔

حضرت مولانا عبدالحئی صاحب حسنی لکھنویؒ سابق ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ فرماتے ہیں: اس (درس نظامی) نصاب کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ طالب علموں میں امعانِ نظر اور قوت مطالعہ پیدا کرنے کا اس میں بہت لحاظ رکھا گیا ہے اور جس کسی نے تحقیق سے پڑھا ہو تو اس کو پڑھنے کے ساتھ ہی اگرچہ کسی مخصوص فن میں کمال حاصل نہیں ہوجاتا؛ لیکن یہ صلاحیت ضرور پیدا ہوجاتی ہے کہ آئندہ اپنی محنت سے جس فن میں چاہے اچھی طرح کمال پیدا کرے۔ (ہندوستان میں علوم وفنون، ص۳۲ - ۳۱)

ماضی میں اسی نصاب تعلیم سے ایسے نابغۂ روزگار علما پیدا ہوئے، جن کے رسوخ فی العلم، مقام تحقیق اور کمال علم کا پورے عالم اسلام نے اعتراف کیا ہے۔

حضرت مولانا مناظر احسن گیلانیؒ رقم طراز ہیں:

''بحمد اللہ اس وقت بھی ہندوستان کے قدیم نصاب سے جو لوگ پیدا ہورہے ہیں، ہندوستان ہی نہیں، ہندوستان کے باہر بھی اسی علم میں، جس میں ہندوستان کی بضاعت سب سے زیادہ مزجاۃ سمجھی جاتی تھی، یعنی فن حدیث، اسی کے متعلق قسطنطنیہ کے فاضل جلیل جو کمالی عہد سے پہلے غالباً کسی ممتاز دینی منصب سے سرفراز تھے، ان کا نام علامہ محمد زاہد ابن الحسن کوثری ہے۔ خاکسار نے ان کے چند رسائل مختصرہ دیکھے ہیں، جن سے ان کے تبحر اور علمی گہرائی کا اندازہ ہوتا ہے، اس وقت ان کا شمار اسلامی ممالک خصوصاً حنفی دائرے کے ممتاز ترین علما میں ہے۔ اس ترکی اور مصری فاضل نے حضرت الاستاذ العلامہ الامام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ

صاحب صدر دائرۃ الاہتمام دارالعلوم دیوبند کی عربی شرح مسلم (فتح الملہم) جب دیکھی تو مولانا کو ایک خط لکھا جو شرح مسلم جلد ثالث کے آخر میں چھاپ دیا گیا ہے، اس خط میں علامہ کوثریؒ، مولانا کو خطاب کرکے اعتراف کرتے ہیں، ”انتم یامولانا فخر الحنفیة فی هذا العصر حقا“ چودھویں صدی میں سارے حنفی ممالک کا فخر ایک ہندی عالم، بیرونِ ہند کا ایک جلیل القدر و مسلم الثبوت فاضل قرار دیا گیا ہے۔ (نظام تعلیم وتربیت، ۱/ ۳۵۷)

عالم اسلام کے بلند پایہ مفسر، محقق عالم اور صاحب طرز علامہ سید رشید رضاؒ دارالعلوم دیوبند تشریف لائے، جلسۂ استقبالیہ میں حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے عربی زبان میں برجستہ خطاب فرمایا اور دارالعلوم دیوبند کے علمی مذاق و مزاج کی تشریح فرمائی، تو حضرت علامہ رشید رضاؒ بے حد متاثر ہوئے، جس کا اظہار انھوں نے اپنی جوابی تقریر میں بھی کیا اور اپنے مجلّہ ”المنار“ میں بھی اپنے گراں قدر تاثرات تحریر فرمائے۔

جنرل سلیمان لکھتے ہیں: سات سال کے درس یعنی درجۂ فاضل کا ایک ہندوستانی طالب علم اپنے سر پر، جو آکسفورڈ کے فارغ التحصیل طالب علم کی طرح علم سے ابھرتا ہوا ہے دستار فضیلت باندھتا ہے اور اسی طرح سقراط، ارسطو، افلاطون، بقراط، جالینوس اور بوعلی سینا وغیرہ پر گفتگو کرسکتا ہے جس طرح آکسفورڈ کا کامیاب طالب علم۔

عصری علوم کیوں شامل نصاب نہیں؟

دارالعلوم کے عربی درجات سے پہلے ۶ سالہ اردو دینیات فارسی کے نصاب میں ناظرۂ قرآن کریم، اردو، ہندی، انگریزی زبان، حساب، جغرافیہ، تاریخ اسلام، ادب فارسی، ادب اردو، سائنس، معلومات عامہ، تاریخِ اکابر دارالعلوم

وغیرہ مضامین داخل ہیں، لیکن عربی درجات خالص دینی مضامین پر مشتمل ہیں یا ان کے معاون مضامین پر؛ اسی لیے ماضی میں بھی بعض حلقوں کی جانب سے اس پر تنقید کی جاتی رہی ہے اور اب بھی یہ سلسلہ جاری ہے اور اسے نصاب کا بڑا نقص قرار دیا جاتا ہے؛ لیکن اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ دارالعلوم دیوبند اور اس کے نہج پر قائم مدارس اسلامیہ کا نصب العین اسلامی علوم وفنون کی تعلیم واشاعت اور مسلم معاشرے کی دینی وملی ضروریات کی تکمیل ہے، ان کا مقصد سائنس داں، ڈاکٹر اور انجینئر فراہم کرنا نہیں ہے۔

مدارس اسلامیہ کے نصاب تعلیم میں جدید عصری علوم کی پیوندکاری کا مشورہ یا مطالبہ نیا نہیں ہے، قیام دارالعلوم دیوبند کے ۶ رسال بعد ۱۸۷۲ء میں حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ نے اپنی تقریر میں اس سلسلے میں تین باتیں ارشاد فرمائیں:

پہلی بات یہ کہ عصری تعلیم اور علوم جدیدہ کے لیے سرکاری مدارس پہلے سے موجود ہیں، ضرورت دینی تعلیم کے اداروں کی تھی، اس ضرورت کے پیش نظر، دینی تعلیم کے لیے دارالعلوم قائم کیا گیا ہے، دوسری بات یہ فرمائی کہ عصری علوم کی آمیزش دونوں کے لیے یکساں طور پر نقصان دہ ہے؛ نہ دینی علوم میں مہارت پیدا ہوگی، نہ عصری علوم میں۔ کہ زمانۂ واحد میں علوم کثیرہ کی تحصیل سب کے حق میں باعث نقصان ثابت ہوگی، تیسری بات یہ ارشاد فرمائی کہ علوم نقلیہ میں پختہ استعداد پیدا کرنے کے بعد اگر طلبۂ مدارس سرکاری اداروں میں جاکر علوم جدیدہ کو حاصل کریں، تو ان کے کمال میں یہ بات زیادہ موید ہوگی۔ (روداد دارالعلوم دیوبند ۱۲۹۰ھ، ص:۱۱۲)

عصری علوم شامل کرنے کا ایک فائدہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس سے فضلاے مدارس کی اقتصادی حالت بہتر ہوگی؛ چنانچہ بہت سے صوبوں میں سرکاری مدرسہ بورڈ قائم کیے گئے۔ ان سے دینی مدارس کو ملحق کیا گیا، ان کا نصاب مخلوط رکھا گیا، ان کے فضلا کو سرکاری تنخواہ بھی دی گئی؛ لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ ان

اداروں نے اپنی افادیت، خودمختاری، علمی وفکری وانتظامی آزادی کھودی، وہ نرے سرکاری اسکول ہی بن کر رہ گئے۔ الا ماشاء اللہ۔

اکابر دارالعلوم دیوبند کی، عصری علوم کے سلسلے میں، رائے یہ ہے کہ مدارس اسلامیہ کے عربی نصاب (فضیلت) کو نہ چھیڑا جائے اور اس میں عصری علوم کی پیوندکاری نہ کی جائے، ہاں عربی نصاب سے پہلے دینیات وغیرہ کے نصاب میں ضروری عصری علوم کو دارالعلوم دیوبند کے نہج پر دیگر مدارس میں شامل کیا جائے، نیز فراغت کے بعد فضلا کے لیے انگریزی زبان وادب کی تعلیم کا نظم بھی قائم کیا جاسکتا ہے۔

یہاں یہ بات ذہن میں رکھی جائے کہ حضرات علماء کرام نے کبھی انگریزی زبان کی مخالفت نہیں کی ہے، ہاں انگریزی تہذیب وکلچر کی مخالفت پہلے بھی کی ہے اور اب بھی کر رہے ہیں۔

دینی مدارس سے فراغت کے بعد مزید عصری تعلیم کے لیے دیگر عصری جامعات کی طرف رخ کرنے کی اجازت حضرت نانوتویؒ نے بھی دی ہے۔ کیوں کہ پہلے تجربہ کیا جاچکا ہے۔ نصاب سے بے جا چھیڑ چھاڑ کی گئی اور جوہری اور بنیادی تبدیلیاں کردی گئیں، تو تفقہ فی الدین اور رسوخ فی العلم کے حامل رجال کار وافراد، علوم وفنون کے ماہرین ومحققین، محدثین، مفسرین، فقہاء، اور اصحابِ بصیرت علما پیدا نہیں ہوں گے، یوں بھی انحطاط کا دور ہے مردم گری اور افراد سازی متاثر ہوچکی ہے، اگر اکابرؒ کے منہاج اور ان کے مزاج ومذاق کو خیر باد کہہ دیا گیا، تو شخصیت وکردار کے حامل ''دل روشن'' اور ''زبان ہوش مند'' رکھنے والے، علمائے حق پیدا نہیں ہوں گے اور حالت اس حد تک پہنچ جائے گی، جو حضرت اکبر الہ آبادیؒ نے برطانوی سامراج کے زیر انتظام سرکاری تعلیم گاہوں کی بیان کی ہے کہ ؎

تعلیم جو دی جاتی ہے یہاں وہ کیا ہے؟ فقط بازاری ہے!
جو عقل سکھائی جاتی ہے وہ کیا ہے؟ فقط سرکاری ہے!

نصاب تعلیم کے متعلق چند گذارشات

دارالعلوم دیوبند کے نصاب تعلیم اور نظام تعلیم وتربیت کی جامعیت، اثر انگیزی اور شخصیت سازی میں اس کی بے حد کامیابی کی دلیل، وہ عبقری اور عظیم شخصیات ہیں، جو دارالعلوم دیوبند نے پیدا کیں، جس طرح درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے، اسی طرح کسی ادارے کے تربیت یافتہ افراد، اور کسی نصاب کے فیض یافتہ حضرات سے ادارہ کی کارکردگی اور نصاب ونظام کی کامیابی کا بہ خوبی اندازہ ہوتا ہے، اس لیے نصاب میں کسی بنیادی تبدیلی کی ضرورت نہیں ہے؛ کیونکہ نصاب کے جو دینی واسلامی مضامین ہیں، وہی نصاب کی روح ہیں، ان کو کم کرنا یا ثانوی درجہ دینا، نصاب کی روح کو ختم کرنے اور مدارس کو ان کے نصب العین سے پھیرنے کے مرادف ہوگا؛ لیکن نصاب سے مطلوبہ مقاصد پورے ہو رہے ہیں یا نہیں؟ اس کا جائزہ لینے اور نصاب کو مقاصد تاسیس اور نصب العین کے حصول کے لیے فعال اور مزید موثر بنانے کے لیے غور وخوض اور تبادلۂ خیالات ہوتے رہنا چاہیے اور اس کو مفید سے مفید تر بنانے اور بعض جزوی ترمیمات جو مقاصد سے ہم آہنگ ہوں، ان پر غور جاری رہنا چاہیے، اس سلسلے میں دارالعلوم دیوبند کے زیر اہتمام مدارس اسلامیہ عربیہ کی کل ہند تنظیم رابطۂ مدارس اسلامیہ کے قیام ۱۴۱۵ھ سے لے کر اب تک متعدد اجتماعات میں نصابِ تعلیم اور مدارسِ اسلامیہ سے متعلق موضوعات پر غور وخوض ہوتا رہا ہے اور بہت سی مفید جزوی تبدیلیاں بھی کی گئی ہیں۔

دارالعلوم دیوبند کا مزاج ومذاق

اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ دارالعلوم دیوبند کے اس نصاب تعلیم کو پڑھ کر اور اس کے اکابر رحمہم اللہ کے فہم وفراست، زہد وتقویٰ، اخلاص وللّٰہیت اور خدمت خلق وغیرہ کمالات سے استفادے کے نتیجے میں ایسی نابغۂ روزگار اور عبقری

شخصیات پیدا ہوئیں، جو کسی اور ادارے سے پیدا نہیں ہوئیں، اس کی وجہ دارالعلوم دیوبند کے امتیازات وخصوصیات ہیں، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں کہ: پہلی خصوصیت یہ ہے کہ دارالعلوم دیوبند ایک درس گاہ نہیں؛ بلکہ ایک خاص نظریہ اور ایک طرز عمل اور تحریک کا نام ہے، اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ دین سمجھانے کے لیے کتاب اللہ اور رجال اللہ دونوں بھیجتا رہا ہے، اکابر دیوبند نے بھی نصاب تعلیم پر اکتفاء نہ کیا؛ بلکہ علمی و دینی تربیت پر بھی پوری توجہ دی، یہاں سے فارغ ہوکر نکلنے والے صرف ظاہری علوم سے آراستہ نہیں ہوتے؛ بلکہ وہ عملی اعتبار سے بھی سچے اور پکے مسلمان ہوتے تھے، جن کے چہرے دیکھ کر خدا یاد آجاتا تھا، جن کی ہر نقل وحرکت اسلام کی نمائندگی کرتی تھی، دن کے وقت یہاں علوم کے چرچے ہوتے اور رات کے وقت یہاں کا گوشہ گوشہ اللہ کے ذکر وتلاوتِ قرآن سے گونجتا تھا، دوسری خصوصیت یہ ہے کہ علماے دیوبند فضل وکمال، تبحرِ علمی کے ساتھ ساتھ تواضع وللّٰہیت کے پیکر تھے، امانت وتقویٰ کے مجسمے تھے، اسی طرح دارالعلوم دیوبند کا ایک امتیاز یہ ہے کہ اس نے اپنے مسلک اعتدال کی طرف دعوت اور دوسروں پر تنقید کے سلسلے میں پیغمبرانہ اسلوب اختیار کیا، جس میں مخالف کو زیر کرنے کے بجائے اس کی دینی خیر خواہی کو زیادہ اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ (الرشید: دارالعلوم نمبر، ص ۱۴۵)

دارالعلوم دیوبند میں رابطۂ مدارسِ اسلامیہ عربیہ کا قیام

دارالعلوم دیوبند، علوم کتاب وسنت کا امین، متاعِ دین ودانش کا نگہبان، اسلامی تعلیمات وروایات کا پاسبان، علم وعرفان کا سنگم، ہندوستان میں تحفظِ دین کی اولین کوشش کا مظہرِ جمیل، علماے حق کے جذبۂ ایثار وقربانی کی لازوال یادگار، اکابر کی آہِ سحر گاہی ودعائے نیم شبی کا ثمرہ، اور اسلام کی بقاء وتحفظ کا وہ عظیم مرکز ہے، جس نے اسلامی علوم وفنون کی تعلیم واشاعت، ملک وملت کی دینی

ودنیاوی قیادت، تزکیۂ اخلاق، وعظ وتذکیر، تصنیف وتالیف، صحافت وخطابت، دعوت وارشاد، اور ملک کی آزادی کے سلسلے میں جو زرّیں خدمات انجام دی ہیں وہ تاریخ کا روشن باب ہے۔ قیامِ دارالعلوم کے وقت منظّم کوشش جاری تھی کہ ہندوستان سے اسلام اور مسلمانوں کو رخت سفر باندھنے پر مجبور کردیا جائے۔ یہ دارالعلوم دیوبند ہی تھا، جس نے بفضلہ تعالیٰ منظّم سازش کو ناکام بنایا اور ہندوستان کو دوسرا اندلس بننے سے بچالیا۔

دارالعلوم دیوبند کے قیام کے اغراض ومقاصد میں علوم دینیہ کی اشاعت کے لیے مختلف علاقوں میں دارالعلوم کے نہج پر عربی مدارس کا قائم کرنا اور ان کا دارالعلوم سے الحاق کرنا بھی شامل تھا، چناں چہ اکابر دارالعلوم کی سرپرستی میں عربی مدارس کا قیام عمل میں آتا رہا۔ دارالعلوم اور اس کے نہج پر قائم کیے جانے والے ان مدارس کا مقصد، محض تعلیم وتعلم کی سرگرمیوں تک محدود نہیں تھا؛ بلکہ ان کے وسیع تر مقاصد میں اسلام کی بقاء وتحفظ، کتاب وسنت کے ذریعہ مسلکِ صحیح کی اشاعت، اسلامی تہذیب وتمدن اور اقدار وروایات کی حفاظت، دین ودنیا کے تمام معاملات میں مسلم معاشرے کی رہ نمائی اور ان مقاصدِ عالیہ کے لیے باصلاحیت رجال کار کی تیاری تھی۔

تاریخ شاہد ہے کہ دارالعلوم دیوبند اور اس سے ملحقہ مدارس نے اپنے اغراض ومقاصد کی روشنی میں ملک وملت کی قابل قدر خدمات انجام دیں اور ایسے رجال کار تیار کیے جو علم میں رسوخ، مطالعہ کی وسعت اور استعداد کی پختگی کے ساتھ ساتھ مؤمنانہ فراست، حکیمانہ صلاحیت، ملہمانہ بصیرت، خلوص وللّٰہیت، اتباع سنت، انابت الی اللہ جیسے اوصاف وکمالات سے متصف تھے۔

لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ مقاصد کتنے ہی اہم ہوں، وقت گذرنے کے ساتھ وہ نظروں سے اوجھل ہونے لگتے ہیں، جن کی تلافی کے لیے تھوڑے وقفے کے

بعد اپنی کارکردگی کے احتساب کی ضرورت پڑتی ہے۔ مدارسِ اسلامیہ عربیہ بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہیں؛ چنانچہ ذمہ دارانِ مدارس میں یہ احساس زور پکڑنے لگا کہ مدارسِ اسلامیہ عربیہ میں مردم گری اور افراد سازی کی جو بے پناہ صلاحیت پہلے تھی، اب اس میں نمایاں کمی آنے لگی ہے، اب ایسے افراد نہیں پیدا ہو رہے ہیں، جو مدارس کے لیے سرمایۂ افتخار ہوا کرتے تھے، مدارسِ عربیہ ایسے مشکلات سے دو چار ہونے لگے، جنھوں نے مقاصدِ عالیہ کی طرف ان کی پیش رفت روک دی۔

ان حالات کا تقاضا تھا کہ ملک گیر پیمانہ پر اربابِ مدارس کا اجتماع بلایا جائے۔ ان مسائل پر دل سوزی کے ساتھ غور وفکر کیا جائے اور معیارِ تعلیم وتربیت بلند کرنے اور دینی مدارس کے تحفظ کے لیے جامع لائحۂ عمل تیار کیا جائے۔

چونکہ ہندوستان کے بیشتر مدارس عربیہ، فکری اور مسلکی اعتبار سے دارالعلوم دیوبند سے مربوط رہے ہیں، دارالعلوم ہی انہیں ''آبِ حیات'' فراہم کرتا ہے اور اس سے پہلے اس طرح کے مسائل میں دارالعلوم کی دعوت پر اجتماعی غور وخوض کے لیے اربابِ مدارس کے اجتماعات ہوتے رہے ہیں؛ اس لیے اس موقع پر بھی دارالعلوم نے اپنی ذمہ داری محسوس کی اور یہ طے کیا گیا کہ پہلے مرحلے میں ایک نمائندہ اجتماع منعقد کیا جائے، جس میں ملک بھر کے کلیدی مدارس کے نمائندہ حضرات کو شرکت کی دعوت دی جائے اور اگر یہ اجتماع ضرورت محسوس کرے تو ملک گیر پیمانے پر تمام مدارس عربیہ کا کل ہند اجتماع بھی منعقد کیا جائے۔

بحمداللہ یہ نمائندہ اجتماع ۲۰؍۲۱؍محرم ۱۴۱۵ھ کو حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب نوراللہ مرقدہٗ، سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند کی زیرِ صدارت منعقد ہوا اور دو روزہ غور وخوض کے بعد ۱۵؍اہم تجاویز منظور کی گئیں۔

اس اجلاس میں دیگر موضوعات کے علاوہ نصابِ تعلیم بھی زیرِ بحث آیا۔ اجتماع نے اپنی تجویز نمبر (۱) میں نصابِ تعلیم پر غور کرنے کے لیے ایک

نمائندہ نصاب کمیٹی کی تشکیل کی؛ تاکہ یہ کمیٹی مجوزہ ترمیمات واضافات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایک جامع نصاب کا خاکہ تیار کرے۔ چنانچہ پہلے مجلسِ تعلیمی دارالعلوم دیوبند نے جزوی ترمیمات کے بعد نصاب کا ایک خاکہ تیار کیا، پھر اساتذۂ دارالعلوم کی ۹؍نفری کمیٹی نے اس میں بعض ترمیمات کیں، بعد ازاں نمائندہ نصاب کمیٹی نے مزید غور وخوض کے بعد کچھ اور ترمیمات کیں اور نصاب تعلیم کا ایک خاکہ تیار ہوا، جو جمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ کے مدارس اسلامیہ کے کل ہند اجلاس میں پیش ہو کر منظور کیا گیا۔ یہی نصاب اس وقت دارالعلوم دیوبند اور رابطے سے ملحق مدارس میں رائج ہے۔

۲۰، ۲۱، ۲۲؍جمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ کے اجلاس مدارس اسلامیہ میں نصابِ تعلیم سے متعلق اہم تجویز بھی منظور کی گئی، جس میں نصاب تعلیم میں کسی ایسی تبدیلی کو مسترد کیا گیا تھا، جس سے مدارس کا بنیادی نصب العین اور اغراض ومقاصد مجروح اور پامال ہوتے ہوں۔ نیز اجلاس نے نصاب کمیٹی دارالعلوم کے تجویز کردہ نصابِ تعلیم کی تحسین کی اور اربابِ مدارس سے اس کو اپنے اپنے مدارس میں نافذ کرنے کی تاکید بھی کی۔ اسی طرح اجلاس نے مکاتب کے نظام کو مزید مستحکم اور ہمہ گیر بنانے پر زور دیا اور ان مکاتب میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ اردو زبان، ہندی زبان، انگریزی، ریاضی، جغرافیہ اور معلوماتِ عامہ وغیرہ مضامین ضرور پڑھانے کی پُر زور تاکید کی۔

اس اجلاس میں ''نظامِ تعلیم وتربیت'' کا بھی ایک خاکہ پیش ہو کر منظور کیا گیا تھا جو آئندہ صفحات میں شامل ہے:

مدارس اسلامیہ کے کل ہند اجتماع نے اپنی چوتھی تجویز میں مدارس کے داخلی وخارجی مشکلات کے حل اور معیار تعلیم وتربیت کے بلند کرنے کے لیے دارالعلوم کی فکر سے وابستہ تمام مدارس کا مربوط ومتحدہ نظام قائم کرنے کی ضرورت پر زور دیا، اس

کے بعد ۲۱/۲۲/۲۳ رجمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ کو منعقد ہونے والے مدارسِ اسلامیہ عربیہ کے کل ہند اجتماع نے اس تجویز کی توثیق کی اور دارالعلوم کی زیرنگرانی ملک گیر پیمانے پر رابطۂ مدارس اسلامیہ عربیہ کے قیام کا فیصلہ کیا، دارالعلوم دیوبند میں مرکزی دفتر قائم کردیا گیا اور راقمِ سطور کو ناظم کل ہند رابطۂ مدارس اسلامیہ عربیہ کی حیثیت سے خدمت پر مامور کیا گیا، چند سالوں کے بعد ناظم عمومی کا بار بھی حقیر کے دوش ناتواں پر ڈال دیا گیا۔ اس طرح ہندوستان کے مدارس عربیہ کے متحدہ پلیٹ فارم کی حیثیت سے رابطۂ مدارسِ اسلامیہ عربیہ ۱۴۱۵ھ سے سرگرم عمل ہے۔

قیام رابطہ سے اب تک رابطۂ مدارسِ اسلامیہ عربیہ کے زیراہتمام دارالعلوم دیوبند میں مدارس اسلامیہ کے ۱۲/اہم اور کل ہند اجلاس ہوچکے ہیں اور ۱۰/اجلاس رابطۂ مدارس کی ۵۱/رکنی مجلس عاملہ کے ہوئے ہیں، ان اجلاسوں میں مدارسِ اسلامیہ کے نظامِ تعلیم وتربیت، داخلی نظام، ربط باہمی کے استحکام، داخلی وخارجی مسائل کے حل، اصلاحِ معاشرہ، ادیانِ باطلہ اور فرقِ ضالّہ کی تردید وغیرہ کے حوالے سے اہم فیصلے کیے گئے ہیں، درج ذیل صفحات میں رابطۂ مدارس کے اجلاسوں میں منظور کی گئی تجاویز اور فیصلوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

نصابِ تعلیم میں کوئی بنیادی تبدیلی مدارس اسلامیہ کے نصب العین کے خلاف ہے

کل ہند رابطۂ مدارس اسلامیہ عربیہ دارالعلوم دیوبند کی مجلسِ عاملہ کا یہ اجلاس اس بات کا اظہار ضروری سمجھتا ہے کہ حضرات اکابر رحمہم اللہ نے مدارسِ اسلامیہ کے لیے جو نصابِ تعلیم مقرر کیا تھا اس کا بنیادی مقصد ایسے مخلص علما، صلحا اور رجال کار کی تیاری ہے، جو دینِ اسلام کی حقیقی روح سے واقف ہوں۔ اسلامی علوم وفنون میں کامل دست گاہ رکھتے ہوں، اور دین کی ترویج واشاعت اور اسلام کے دفاع اور تحفظ

کا فریضہ انجام دے سکتے ہوں اور فرقِ باطلہ اور اسلام دشمن طاقتوں کی ریشہ دوانیوں اور سازشوں کا مؤثر جواب دے سکیں، حالات کے تقاضوں اور ضرورتوں کے پیش نظر ان میں جزوی ترمیمات کی جاتی رہی ہیں اور فی الوقت رائج نصاب، مذکورہ بلند مقاصد کے حصول کے لیے اب بھی کافی اور امید افزا ہے۔ ضرورت پورے اخلاص واحتساب اور دیانت داری کے ساتھ نصابِ تعلیم اور نظامِ تعلیم کے تقاضوں کی تکمیل کی ہے۔ اس سلسلے میں رابطۂ مدارس کے منظور کردہ نصاب تعلیم اور نظامِ تربیت کو مشعل راہ بنایا جائے، تو نتائج یقینی طور پر بہتر ہوں گے۔

مدارسِ اسلامیہ کے اساسی مقاصد میں علومِ کتاب وسنت کی تعلیم، اسلامی تعلیمات کی تبلیغ واشاعت، دینِ اسلام کا تحفظ ودفاع، مسلمانوں کی دینی وملی رہنمائی، اسلام کے خلاف اٹھنے والی تحریکات اور فتنوں کا تعاقب و بیخ کنی اور اسلامی معاشرے کی دینی وملی ضروریات کی تکمیل شامل ہے، ان مقاصد کے حصول کے لیے موجودہ رائج نصاب نہایت ہی کافی اور مفید ہے، اس لیے اس نصاب میں کسی بنیادی تبدیلی کی ضرورت نہیں ہے۔

یہ کل ہند اجلاس ذمہ دارانِ مدارس کو تاکید کرتا ہے کہ نصاب میں بنیادی تبدیلی اور عصری علوم کی شمولیت کے بارے میں نام نہاد دانشوروں اور عاقبت نا اندیشوں کے مطالبے سے متاثر نہ ہوں؛ بلکہ نصابِ تعلیم اور نظامِ تعلیم کو قدیم اور متوارث خطوط پر ہی قائم واستوار رکھیں، البتہ درجۂ پنجم پرائمری تک ایسا نصابِ تعلیم اپنے قائم کردہ مدارس میں رائج کریں، جو دینیات کے ساتھ ضروری عصری علوم، حساب، جغرافیہ، علاقائی زبان اور تاریخ پر مشتمل ہو اور بہتر ہوگا کہ ان مکاتب و مدارس کی حکومت سے منظوری حاصل کرلیں۔ یہ اجلاس نصاب میں بنیادی تبدیلی کے خیال کو یکسر مسترد کرتا ہے اور اسے نصاب کی روح کے منافی اور نصب العین کے خلاف سمجھتا ہے۔ (تجویز مجلس عاملہ رابطۂ مدارس)

نظامِ تعلیم بہتر بنانے کے لیے طریقۂ تدریس میں اصلاح کی ضرورت

نصاب تعلیم کچھ تغیرات کے باوجود بڑی حد تک انھی کتابوں پر مشتمل ہے جنھیں ملا نظام الدین سہالویؒ (المتوفی ۱۱۶۱ھ) نے منتخب کیا تھا، یہ کتابیں متاخرین کی مرتب کردہ ہیں اور ان میں یہ بات ملحوظ رکھی گئی ہے، کہ اختصار کے ساتھ کتاب اپنے موضوع کی تمام بحث پر حاوی ہو جائے، یہ با کمال مصنفین اپنے مقصد میں پوری طرح کامیاب ہیں؛ مگر اختصار کے سبب ان کتابوں میں جگہ جگہ تعقید اور اغلاق کی نوعیت پیدا ہوگئی ہے اور اسی مشکل نے ایک نئی ضرورت کی طرف متوجہ کیا، کہ ان مختصرات کے متون کی تشریح وتحلیل کی جائے، پھر متن کی تشریح وتحلیل کے عمل میں ضروری ہوگا کہ لغت، نحو، صرف اور بلاغت کے اصول سے کام لیا جائے اور ان کو منطبق کر کے مختصر عبارت کو قابلِ استفادہ بنایا جائے، اس طرح عبارت کے تجزیے سے طالب علم کا ذہن مسئلہ کی مکمل صورت کو مجموعی طور پر قبول نہیں کر سکتا، یا یوں کہیے کہ زیر بحث موضوع کا احاطہ یا اس موضوع پر فکر میں بالیدگی اور جلا کی شان پیدا کرنے میں یہ طریقۂ درس ناکام ہے؛ مگر دوسری طرف اس کا زبردست فائدہ یہ ہے کہ اس سے عبارت سمجھنے کی قوت، نقد وتبصرہ کی صلاحیت، تحلیل وتجزیہ کا سلیقہ اور مشکلات کو حل کرنے کا قابلِ قدر ذوق پیدا ہوتا ہے، ایسی استعداد کے حامل طلبہ جب ان مطولات کا از خود مطالعہ کرتے ہیں جن میں علمی مسائل اور بحثوں کو بسط وسلاست کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے، تو انھیں زبردست فائدہ ہوتا ہے اور وہ تبحر کی شان پیدا کر لیتے ہیں۔

اس کے برخلاف ایک دوسرا طریقۂ تعلیم ہے، جو اس دور میں رائج ہے کہ موضوع سے متعلق ایسی آسان اور سلیس کتابوں کا انتخاب کیا جائے جن میں عبارت فہمی کے لیے تحلیل وتجزیے کی ضرورت نہ ہو؛ بلکہ آسانی کے ساتھ مسائل کی

مکمل تصویر ذہن نشیں ہو جائے، یہ طریقِ درس موضوع پر احاطے کی صلاحیت پیدا کرنے کے سلسلے میں یقیناً کامیاب ہے؛ لیکن تعلیم کا تجربہ رکھنے والے اپنے تجربات کی روشنی میں عبارت فہمی، دقیقہ رسی اور مشکلات پر عبور کے سلسلے میں اس طریقے کو ناکام سمجھتے ہیں۔

ہمارے لیے قابلِ غور بات یہ ہے کہ تعلیم کا مقصد جہاں مختلف مسائل ونظریات کا علمی احاطۂ ذہن میں بالیدگی اور ملکۂ استنباط کا حصول ہے، وہیں عبارت فہمی کی بھرپور استعداد، نقد وتجزیہ کی کامل صلاحیت اور ذہن وفکر کی تیزی پیدا کرنے کی اہمیت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا اور اس لیے نصابِ تعلیم اور طریقۂ درس میں دونوں مقاصد کو قریب کرنے کی صلاحیت کا ہونا ضروری ہے۔

تو کیا ایسا ممکن ہے کہ نصاب تعلیم کے پہلے مرحلے میں عبارت فہمی، تحلیل وتجزیہ اور نقد وتنقید کی صلاحیت کو اجاگر کرنے پر زور دیا جائے اور دوسرے مرحلے میں مباحث ومسائل کے احاطے کے سلیقے کو طاقت ور بنانے کی کوشش کی جائے۔

اگر یہ طریقہ مفید ہے تو ہمیں نصاب تعلیم کے ابتدائی سالوں میں اس طریق تعلیم کی طرف لوٹنا ہوگا، جو آج سے پچاس سال پہلے ہمارے اساتذہ کے تجربے میں کامیاب تھا اور اس میں طولانی تقریروں کے بجائے عبارت فہمی اور استعداد سازی پر تمام صلاحیتوں کو مرکوز کیا جاتا تھا۔ (از خطبۂ صدارت اجلاس مدارس اسلامیہ ۱۴۱۵ھ)

مدارسِ اسلامیہ میں تعلیمی استحکام کے لیے درج ذیل نظامِ تعلیم کا نفاذ ضروری ہے۔

نظامِ تعلیم

۱- دورانِ تدریس اختصار کے ساتھ کتاب حل کرنے کی کوشش کی جائے، کتاب کے مشکل مقامات کو حل کرنے میں پوری توجہ سے کام لیا جائے، مشکل مقام کی تحقیق میں حل پیش کرنے والے مصنفینؒ اور اسلافؒ کا حوالہ

دیا جائے، طلبہ کو مآخذ سے روشناس کرانے کا اہتمام کیا جائے اور غیر ضروری بحثوں سے احتراز کیا جائے۔

۲- نصاب کی تکمیل کرائی جائے، تدریس میں یکسانیت ہو، ماہانہ، سہ ماہی، ششماہی مقدار خواندگی مقرر کی جائے۔

۳- جس استاذ کو جس فن سے زیادہ مناسبت ہو، تدریس کے لیے اسی فن کی کتاب اس کے حوالے کی جائے۔

۴- امتحانات پوری احتیاط سے لیے جائیں، درجۂ چہارم تک کے امتحانات میں بالخصوص پوری احتیاط برتی جائے اور ان جماعتوں میں طلبہ کا اوسط حاضری دوسرے درجات سے بڑھا دیا جائے۔

۵- ابتدائی تعلیم اچھے اور تجربہ کار اساتذہ کے سپرد کی جائے۔

۶- اول، دوم، سوم عربی کے طلبہ کا ماہانہ امتحان لیا جائے۔

۷- سال چہارم عربی تک، عربی تمرین اور انشاء پر زیادہ سے زیادہ زور دیا جائے۔

۸- مدرسین کو اسباق اتنے دیے جائیں کہ وہ تدریس کی ذمہ داریوں سے صحیح طریقہ سے عہدہ برآ ہو سکیں۔

۹- مدرسین کے انتخاب میں صلاح وتقویٰ، علمی استعداد، بلند اخلاقی معیار، سلامتیٔ طبع، تدریس اور طلبہ کی تربیت سے دلچسپی کو ملحوظ رکھا جائے۔

۱۰- اساتذہ اعلیٰ کتابوں کی طرف مراجعت کر کے طلبہ میں اعلیٰ علمی معیار پیدا کرنے کی جدوجہد کریں۔

۱۱- سال ششم عربی سے دورۂ حدیث شریف تک امتحانات کے دو پرچوں کا حل عربی میں کرنا لازم قرار دیا جائے۔

۱۲- طلبہ میں عربی ذوق پیدا کرنے کے لیے عربی مجلّات وصحف منگائے جائیں اور دار المطالعہ قائم کیا جائے۔

۱۳- طلبہ میں تقریر وخطابت کا ذوق پیدا کرنے کے لیے جمعہ کی رات میں خطابت کی مجلسیں منعقد کرنے کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کیا جائے۔

(منظور شدہ: اجلاس مدارسِ اسلامیہ عربیہ منعقدہ: ۱۴۱۵ھ)

اسلامی تربیت

مدارسِ اسلامیہ عربیہ کے مقصد تاسیس کی بنیاد پر اس کی اہمیت سب سے زیادہ ہے، ہمارے اکابر قدس اللہ اسرارہم کا مقصد یہ نہیں تھا کہ طلبہ کو نظری طور پر فقہ، اصول فقہ، حدیث، تفسیر، عقائد اور دیگر مسائل سے صرف واقف کرا دیا جائے، جیسا کہ غیر مذہبی تعلیم میں ہوتا ہے؛ بلکہ سچ پوچھئے تو یہ نظری تعلیم ایک ذریعہ اور وسیلہ تھی، اصل مقصد یہ تھا کہ طلبہ اپنے آپ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے مطابق ڈھالیں؛ کیوں کہ قرآن وحدیث کی تصریحات کے مطابق صحیح وکامل مسلمان وہ نہیں جو نماز، روزہ اور زکوٰۃ وحج وغیرہ کے مسائل سے واقف ہو؛ بلکہ صحیح اور کامل مسلمان وہ ہے، جو ان نظری معلومات پر یقین رکھتا ہو اور عملی طور پر ان تمام اسلامی عبادات پر عمل پیرا ہونے کے ساتھ، اخلاق اور احسان کی نسبت سے آراستہ ہو۔ دین، علم وعمل دونوں کے مجموعے کا نام ہے۔

نظام تربیت

۱- طلبہ کو راحت اور آسائش پہنچانے کے ساتھ ان کی نگرانی، درس میں حاضری، رات کے مطالعے اور ان کے حالات کا جائزہ لیا جائے، امتحانات میں سختی کی جائے اور ان تمام چیزوں کا باقاعدہ نظم کیا جائے۔

۲- طلبہ کی اخلاقی نگرانی، عادات واخلاق کی اصلاح اور دینی وضع کی پابندی بہت ضروری ہے، نماز باجماعت کی پابندی، سیرت وصورت کی تربیت واصلاح کی

طرف توجہ کی بے حد ضرورت ہے اور ان امور میں کوئی رعایت نہ ہونی چاہیے۔

ماضی میں صورتِ حال یہ تھی کہ مدارس دینیہ میں تربیت کا اہتمام بہت زیادہ اور باضابطہ کرنے کی ضرورت نہیں تھی، انسانی معاشرہ سادگی لیے ہوئے تھا، مسلم گھرانوں میں بھی دینی ذہن کے نشو ونما کے لیے ماحول سازگار تھا اور مدارس عربیہ کے مدرسین طلبہ کے لیے بہترین نمونہ ہوتے تھے؛ اس لیے کہ وہ تحصیل علم کے بعد اپنے طور پر تدریس کا پاکیزہ کام شروع نہیں کرتے تھے، فراغت کے بعد مدتوں اساتذہ اور مشائخ کی خدمت میں رہتے اور جب اساتذہ اور مشائخ کی جانب سے تدریس کا کام کرنے کی اجازت ملتی تو یہ کام شروع کرتے تھے۔ اور پھر خارجی ماحول میں بھی دین کی تباہی کے وہ اسباب ووسائل نہیں تھے، جو آج قدم قدم پر موجود ہیں، اس لیے طلبہ اپنے بڑوں کی زیرنگرانی معمولی توجہ کے ذریعہ اچھے سانچے میں ڈھلتے تھے۔

موجودہ دور میں نوعیت تبدیل ہو چکی ہے اور تربیت کا باضابطہ نظم کرنے کی ضرورت پیش آگئی ہے؛ کیوں کہ مسلم گھرانوں کا ماحول بھی خراب سے خراب تر ہوتا جارہا ہے، مدارس بھی صرف نظری تعلیم پر قناعت کیے ہوئے ہیں، علمی تربیت اور اخلاقی کمالات حاصل کرنے کے لیے جو سلسلے تھے وہ ختم ہوتے جارہے ہیں، طلبہ اپنے اساتذہ سے ربط بھی قائم نہیں کررہے ہیں؛ اس لیے اب ہمیں اس کی شدید ضرورت ہے کہ طلبہ کی تربیت کے سلسلے میں لائحۂ عمل مرتب کریں اور اس کو باضابطہ بنانے کی کوشش کریں، نیز ایسے لوگوں کو تعلیم وتدریس کے لیے ترجیح دیں، جو اخلاقی کمالات اور نسبت احسان سے آراستہ ہوں، مدرسے کے ماحول کو ایسا پاکیزہ بنانے کی کوشش کریں کہ اعمال صالحہ کی رغبت اور منکرات ومکروہات سے نفرت پیدا ہو اور ایسی تمام تدابیر عمل میں لائی جائیں، جو مدارس کے طلبہ کو مقصد سے قریب تر کردیں اور ان میں دعوت وارشاد واعلاء کلمۃ اللہ کے لیے سرفروشی کی وہ روح پیدا ہوجائے، جو ان کے اسلاف قدس اللہ اسرارہم کا طرۂ امتیاز رہی ہے۔

نظامِ تعلیم وتربیت کو بہتر بنانے کے لیے تدریب المعلمین کا نظام قائم کیا جائے

رابطۂ مدارس اسلامیہ کی مجلس عاملہ کی تجویز میں مدارس اسلامیہ میں تعلیمی نظام بہتر بنانے کے لیے ابتدائی عربی جماعتوں میں مختلف فنون کی تدریس کی تربیت کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے اور صوبائی صدور کو متوجہ کیا گیا ہے کہ وہ اپنے اپنے صوبے میں ابتدائی درجات کے مدرسین کی تربیت کا نظام بنائیں، صوبے کے ماہر اور تجربہ کار اساتذۂ کرام اس کی تربیت دیں اور حسبِ ضرورت دارالعلوم دیوبند کے حضرات اساتذہ کرام کی خدمات بھی حاصل کی جاسکتی ہیں۔

اسی کے ساتھ اس بات پر بھی زور دیا گیا، کہ جن مدارس میں دارالعلوم دیوبند کا نصابِ تعلیم نافذ العمل نہیں ہے، وہاں دارالعلوم دیوبند کا نصاب رائج کیا جائے، نصاب کی تکمیل کرائی جائے اور مقدارِ خواندگی میں توازن رکھا جائے۔

(تجویز مجلس عاملہ رابطہ ۱۴۳۵ھ)

مدارس اسلامیہ کا داخلی نظام مزید مستحکم کیا جائے

رابطۂ مدارس کے مختلف اجتماعات میں مدارس کے داخلی نظام پر بھی تبادلۂ خیالات ہوے اور اسے مزید بہتر بنانے پر زور دیا گیا؛ چناں چہ کل ہند اجلاس اول مجلس عمومی منعقدہ ۱۶رصفر ۱۴۲۳ھ میں مدارس اسلامیہ کے اندرونی نظام کو بہتر بنانے کے لیے درج ذیل تجاویز منظور کی گئیں:

مجلس عمومی رابطۂ مدارسِ اسلامیہ عربیہ کا یہ کل ہند اجلاس، مدارس کے ارباب حل وعقد کو اس بات کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ وہ حالات کے رخ کو محسوس کریں، اسلام مخالف طاقتیں ہمارے نظام تعلیم وتربیت پر طرح طرح سے بے بنیاد الزام عائد کرتی ہیں، بالخصوص مدارس کے خلاف وہ بڑے پیمانے پر منظّم پروپیگنڈہ کررہی ہیں، کہ ان

مدرسوں میں حقوق انسانی کی پامالی کی جاتی ہے، جو حقوق انسانی کے بین الاقوامی مسلمہ چارٹ کی کھلی خلاف ورزی ہے، اسلام مخالف طاقتیں اپنے بے بنیاد خود ساختہ الزامات کے ذریعے مدارسِ اسلامیہ میں بیجا مداخلت کی راہ ہموار کرنے کی کوشش کررہی ہیں، سازشوں کے ایسے ماحول میں حزم واحتیاط کا یہ تقاضہ ہے کہ ہم مدارس اسلامیہ کے اندرونی نظام کو زیادہ سے زیادہ درست اور چست رکھیں، اور مداخلت بیجا کی کوئی گنجائش باقی نہ رکھیں، کیوں کہ کسی بھی طبقے کی کمزوریاں ان کے مخالفین کے لیے معین ثابت ہوں گی، اس لیے دینی مدارس کے ارباب حل وعقد کو درج ذیل باتوں پر توجہ دینا ضروری ہے:

(۱) اسلام کو بطور نظامِ حیات پڑھایا جائے، اور دیگر نظام ہائے حیات کے ساتھ تقابلی مطالعے کے ذریعے نظامِ شریعت کی اہمیت وضرورت کو ان کے ذہنوں میں اجاگر کیا جائے۔

(۲) اباحیتِ مطلقہ کے مغربی تصور اور انسانی حقوق کے مغربی فلسفے کے پس منظر اور نتائج سے طلبہ کو آگاہ کیا جائے۔

(۳) دینی، اخلاقی اور روحانی تربیت کا بہ طور خاص اہتمام کیا جائے، اور دینی مقاصد کے حصول کے لیے طلبہ میں داعیانہ جذبہ پیدا کیا جائے۔

(۴) مالی امداد کے حصول کے لیے باوقار اور آبرومندانہ طریق کار کی پابندی کی جائے۔

(۵) مسلم معاشرے میں دینی مدارس کی اہمیت، خدمات اور کردار کے حوالے سے معیاری مضامین کی اردو، ہندی، انگلش اور مقامی زبانوں میں قومی اور بین الاقوامی سطح پر اشاعت کا اہتمام کیا جائے۔

(۶) آمد وصرف کا مکمل درست حساب رکھا جائے اور حتی الامکان مستند آڈیٹر سے آڈِٹ کرانے کا اہتمام کیا جائے۔

(۷) قانونی تحفظ کے قانونی مشیروں کی مدد سے مدارس کا رجسٹریشن کرایا جائے۔

(۸) طلبہ کے کھانے کے معیار کو حسبِ استطاعت صاف ستھرا اور مناسب بنانے کا اہتمام کیا جائے۔

(۹) رہائشی سہولت کا بھی بطور خاص خیال رکھا جائے۔

مدارس اسلامیہ کی داخلی مشکلات

رابطۂ مدارسِ اسلامیہ عربیہ دارالعلوم دیوبند کے اہم اور بنیادی مقاصد میں مدارسِ اسلامیہ کے داخلی اور خارجی مسائل کا حل اور ازالہ شامل ہے۔

مدارسِ اسلامیہ کے داخلی مسائل ومشکلات سے مراد، باہمی اختلاف، ربط واتحاد کی کمی، طلبہ کے حصول کی جدوجہد میں مسابقت، مادی ترقیات کی طرف بیجا توجہ، تعلیم وتربیت میں انحطاط، وغیرہ امور شامل ہیں۔ رابطۂ مدارس کے قیام کے بعد ان امور کی طرف بھی بھرپور توجہ مبذول رکھی گئی اور متعدد اجلاسوں میں اندرونی مسائل کے حل کے سلسلے میں اہم فیصلے کیے گئے، پھر مجلسِ عاملہ رابطۂ مدارس منعقدہ: ۱۲/ذی قعدہ ۱۴۲۷ھ میں طویل غور وخوض کے بعد ضابطۂ اخلاق کی اہم دفعات طے پائیں جو صفحات ذیل میں پیش کی جارہی ہیں:

ضابطۂ اخلاق

برائے مدارس متعلقہ رابطۂ مدارسِ اسلامہ عربیہ دارالعلوم دیوبند

منظور کردہ اجلاسِ ششم مجلسِ عاملہ رابطۂ مدارس منعقدہ ۱۲/۱۱/۱۴۲۷ھ

(۱) مربوط مدارسِ اسلامیہ کے نظم ونسق کو درست اور بہتر بنانے کے لیے ضروری ہے کہ ہر مدرسہ، رابطۂ مدارس کے تجویز کردہ اصول وضوابط کی پابندی کے ساتھ اپنا نظام اپنے طے شدہ دستور کے مطابق چلائے، نظم باضابطہ اور بہتر

بنانے کے لیے مدرسہ کا اپنا دستور اور لائحۂ عمل ہونا ضروری ہے، جس کی دفعات کی روشنی میں نظام استوار رکھا جائے۔

(۲) مربوط مدارس کے ذمہ دار حضرات باہمی تعاون وتناصر کے جذبے کو فروغ دیں، اتحاد واتفاق کی فضا قائم کی جائے، ہر قسم کی آپسی رسّا کشی اور مخالفت سے گریز کیا جائے کہ باہمی منافرت یوں بھی بری چیز ہے اور موجودہ حالات میں مدارس کے مخالفین کو مدارس میں مداخلت کا موقع مل سکتا ہے۔

(۳) ذمہ داران مدارس آپس میں ایک دوسرے کے متعلق منفی اظہارِ خیال سے گریز کریں۔

(۴) اربابِ انتظام اور اساتذۂ کرام میں اتحاد ویگانگت، باہمی رواداری اور اعتماد کی فضا قائم رکھی جائے، بدگمانی اور آپسی چپقلش سے مدرسے کا ماحول پراگندہ ہوتا ہے۔

(۵) مدارس کا نظم ونسق اربابِ شوریٰ کے مشورے اور دستور کے مطابق چلانے کی کوشش کی جائے۔

(۶) اختلاف کی صورت میں مدرسے کے مفاد کو پیش نظر رکھا جائے اور ہر ایسی کوشش سے اجتناب کیا جائے جس سے مدرسے کا مفاد متاثر ہوتا ہو، مدرسے کے مفادات کو مقدم رکھ کر ایثار وقربانی کے جذبے سے کام لیا جائے اور اپنی رائے اور نظریے پر اصرار نہ کرکے خوش اسلوبی کے ساتھ نزاع کو ختم کر دیا جائے۔

(۷) مدارس کے کردار کو ہر قسم کی خارجی مداخلت سے آزاد رکھنے کے لیے ہر قسم کی حکومتی امداد سے اجتناب کیا جائے۔

(۸) مدارسِ اسلامیہ دین کی حفاظت کے قلعے اور اسلامی علوم کے سرچشمے ہیں، ان کا بنیادی مقصد ایسے افراد تیار کرنا ہے، جو ایک طرف اسلامی علوم کے ماہر، دینی کردار کے حامل اور فکری اعتبار سے صراطِ مستقیم پر گامزن ہوں، دوسری طرف

وہ مسلمانوں کی دینی واجتماعی قیادت کی صلاحیت سے بہرہ ور ہوں؛ اس لیے ضروری ہے کہ مدارس اپنے نظام تعلیم وتربیت کو مزید بہتر بنائیں، طلبہ کی تربیت اور استعداد سازی پر بھرپور توجہ دی جائے، اساتذہ کے انتخاب میں صلاحیت اور صالحیت اور طلبہ کے انتخاب میں کمیت سے زیادہ کیفیت کا لحاظ رکھا جائے۔

(۹) دار الاقامہ کے نظام کو چست بنا کر طلبہ کی اخلاقی تربیت ونگرانی کا اہتمام کیا جائے، خصوصاً نماز باجماعت کے اہتمام اور وضع قطع کی درستی پر خصوصی توجہ فرمائی جائے۔ داخلے کے وقت سابقہ مدرسے کا تصدیق نامہ لازم قرار دیا جائے اور اس معاملے میں احتیاط کو عمل میں لایا جائے۔

(۱۰) اساتذہ کے عزل ونصب اور طلبہ کے اخراج وداخلے کے بارے میں مدرسے کے طے شدہ دستور کی پابندی کی جائے۔

(۱۱) طلبہ واساتذہ کے مسلکِ صحیح (مسلکِ دیوبند) پر کاربند ہونے کا لحاظ رکھا جائے، اور طلبہ سے ذمہ داران تک مدرسے سے متعلق تمام لوگ، شعائرِ دین کی پابندی کا خاص اہتمام کریں۔

(۱۲) امتحانات کے نظام کو چست اور درست نیز اصول پر مبنی بنایا جائے۔

(۱۳) معاشرے سے مربوط رہنے کی کوشش کی جائے، معاشرے میں پیدا ہونے والی عقیدہ وعمل کی خرابیوں کی اصلاح کے لیے اپنے تمام وسائل استعمال کیے جائیں۔ فرقِ باطلہ کی تردید منظّم انداز میں کی جائے۔

(۱۴) اسلامی مدارس اور مذہبِ اسلام کے دشمنوں کی سازشوں پر کڑی نظر رکھی جائے۔

(۱۵) موجودہ دور میں مدارس پر لگائے جانے والے دہشت گردی وغیرہ کے بے بنیاد الزامات کے ازالے کے لیے، علاقے کے غیر متعصب برادران وطن اور مقامی حکام سے رابطہ رکھا جائے، وقتاً فوقتاً ان کو مدعو کرکے مدارس کے حالات و

خدمات اور مذہبِ اسلام کے امتیازات وخصوصیات سے روشناس کرایا جائے۔

(۱۶) اجمالی طور پر حدیث شریف "کلّکم راعٍ و کلکم مسئول عن رعیّتہٖ" کو پیش نظر رکھ کر نہایت دیانت وامانت، اخلاص وللّٰہیت، بیدار مغزی وحوصلہ مندی، مستعدی و جانفشانی کے ساتھ دینِ متین کی خدمت کے مبارک جذبے کے ساتھ مدارس کا نظام چلایا جائے۔

(۱۷) مدارس میں تحریر وتصنیف کا ماحول بھی بیدار کیا جائے اور تحریر کی راہ سے بھی دینِ متین کی خدمت انجام دی جائے۔

مدارس اسلامیہ کے خارجی مسائل

مدارسِ اسلامیہ کو درپیش خارجی مسائل سے مراد وہ بیرونی حملے ہیں، جو کبھی نصابِ تعلیم کے عنوان سے کیے جاتے رہے ہیں، کبھی بنیاد پرستی کے الزامات عائد کیے گئے، کہیں مدارس کو دہشت گردی کا مرکز سمجھانے کی تگ ودو جاری رہی، کہیں سرکاری ایڈ دے کر مدارس کی روح ختم کرنے کی سازش کی جاتی رہی ہے؛ چناں چہ رابطۂ مدارس اسلامیہ کے زیر اہتمام منعقد اجتماعات میں ان بے بنیاد الزامات کا جائزہ لیا گیا، ان کو پورے طور پر مسترد کیا گیا اور حکومت کو متوجہ اور متنبہ کیا گیا کہ وہ مدارسِ اسلامیہ کے خلاف اپنی منفی پالیسی پر روک لگائے اور شر پسند عناصر کو لگام دے۔

مدارسِ اسلامیہ کے خلاف حکومت کی منفی پالیسی

رابطۂ مدارسِ عربیہ کا کل ہند اجتماع، مدارس عربیہ کی پیش آمدہ مشکلات کو شدت کے ساتھ محسوس کرتا ہے اور مدارسِ عربیہ کے خلاف لگائے جانے والے بے بنیاد اور غلط الزامات اور سرکاری طور پر مختلف عنوان سے مدارس کو نشانہ بنا کر پریشان کرنے اور

میڈیا کا مدارس کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کو ایک منظّم منصوبہ بند سازش خیال کرتا ہے، اسلام اور مسلمانوں اور ملک کے خلاف منصوبہ بند تحریک کا جز سمجھتا ہے۔ مدارس کا تعلق پاکستان کی خفیہ تنظیم آئی ایس آئی سے جوڑنا، مدارس کو دہشت گردی کا ٹریننگ سینٹر کہنا، دینی طلبہ کو مشکوک نگاہ سے دیکھنا، بیرونی طلباء کے اسٹوڈنٹ ویزا میں دشواریاں پیدا کرنا اسی سازش کا ایک حصہ ہے، جب کہ امر واقع یہ ہے کہ مدارسِ عربیہ دنیا کو صحیح راستہ دکھاتے ہیں، اخوت اور انسانیت کا پیغام دیتے ہیں، امن پسند، ایماندار، فرض شناس، محبِّ وطن شہری تیار کرتے ہیں، کاروباری حیثیت سے نہیں محض علمی انداز پر انسانیت کی صلاح وفلاح کے لیے سب سے زیادہ بہتر کام کرتے ہیں۔

مدارسِ عربیہ ہی نے ملک کو ایسے جیالے، جاں باز، محبِّ وطن دیے ہیں، جنھوں نے آزادیٔ وطن میں ہر طرح کی قربانیاں بے دریغ پیش کر کے وطنِ عزیز کو انگریزی سامراج سے آزاد کرایا اور آج بھی آزاد ملک کے استحکام وسالمیّت، امن امان کی بقا وپائیداری کے لیے اہم رول ادا کر رہے ہیں، اس کے باوجود ملک دشمن طاقتیں، مدارس کے زریں کارناموں اور ملکی خدمات کو نظر انداز کر کے، اربابِ حل وعقد کو گمراہ کرنے اور تاریخی کردار کو مسخ کر کے پیش کرنے میں مصروف ہیں اور اپنے ملک دشمن نظریات کو تعلیمی نظام میں شامل کرنے کی ناپاک کوشش کر رہی ہیں۔

اس لیے کل ہند اجتماع مدارسِ عربیہ، مدارس کے خلاف اس طرح کی سازشوں کی پُر زور مذمت کرتا ہے اور اس کے سدّ باب کے لیے ہر ممکن تدبیر اختیار کرنے اور اسے عملی جامہ پہنانے کا عہد کرتا ہے، نیز حکومتِ ہند سے پُر زور مطالبہ کرتا ہے کہ مدارسِ اسلامیہ کے خلاف اس قسم کی سازشی مہم کو بالکلیہ فوری طور سے بند کیا جائے اور حکومت اپنی مشینری کو یہ ہدایت جاری کرے کہ مدارس کے خلاف بے بنیاد فتنہ انگیز بیانات سے احتراز کریں اور ملک کے سیکولر جمہوری نظام کو پامال کرنے کے مذموم رویے سے اپنے آپ کو بچائیں۔ (تجویز اجلاس رابطہ، منعقدہ ۱۴۱۹ھ)

دہشت گردی کا بے بنیاد الزام

کتنی افسوس ناک اور حیرت انگیز بات ہے کہ جن مدارس نے ملک وقوم کو ہزاروں مصلحین اور لاکھوں امن کے داعی اور کروڑوں امن پسند شہری عطا کیے، جن مدارس نے آزادئ ہند کے لیے سینکڑوں قائدین اور ہزاروں جاں باز مجاہدین پیدا کیے، آزادی کے لیے ہر طرح کی قربانیاں دیں، ملک کی آبرو کو بچانے کے لیے فرقہ پرستی سے مقابلے کا بے مثال ریکارڈ قائم کیا، حیرت کا مقام ہے کہ ان مدارس کے بارے میں اس طرح کے شر انگیز بیانات دیے جائیں اور ان کے کردار کو مشکوک نگاہوں سے دیکھا جائے؛ تاہم ہمیں چند باتوں پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے۔

(۱) کچھ جماعتیں یا کچھ لوگ اس طرح کی بہتان تراشی میں مذہبی تعصب، سیاسی نظریہ اور عداوت کی بنیاد پر سرگرم نظر آتے ہیں۔ ان کے بارے میں قرآن کریم کی تعلیم یہ ہے:

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ، فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ (سورۂ حم السجدة، آیت:۳۴)

اس انداز سے آپ جواب دیجیے، جسے بہتر کہا جائے، آپ دیکھیں گے کہ جن کے اور آپ کے درمیان عداوت تھی وہ حمایتی دوست ہو جائیں گے۔

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَةَ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَصِفُوْنَ۔ (سورہ مومنون: آیت:۹۶)

برائی کا جواب اس انداز سے دیجئے جو بہتر ہو، ہم ان باتوں کو خوب جانتے ہیں جنھیں وہ بیان کرتے ہیں۔

دونوں آیتوں میں ادفع صیغۂ امر ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ دفاع اور جواب دہی ضروری ہے اور اس کے لیے طریقۂ احسن کا اختیار کرنا بھی ضروری ہے، اگر ہم

طریقۂ احسن اختیار کریں گے، تو انشاء اللہ ان کی سازشیں ناکام ہو جائیں گی، قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا:

وَالَّذِیْنَ یَمْكُرُوْنَ السَّیِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ وَمَكْرُ اُولٰئِكَ هُوَ یَبُوْرُ۔ (سورۂ فاطر، آیت:۱۰)

اور وہ لوگ جو برائیوں کے لیے سازش کرتے ہیں انھیں سخت عذاب دیا جائے گا اور ان لوگوں کی سازش ناکام ہو جائے گی۔

اس لیے خدا کے فضل پر اعتبار کر کے ہمیں طریقۂ احسن اختیار کرنا چاہیے اور یقین رکھنا چاہیے کہ خدا ان کی سازشوں کو ناکام فرمائے گا۔ (ان شاء اللہ)

(۲) اسی طرح کچھ دوسرے لوگ ہیں، انھیں مسلمانوں یا ان کے اداروں سے عداوت اور عناد نہیں ہے، نہ انھیں سیاسی طور پر تنگ نظر کہا جا سکتا ہے، لیکن آزادئ ہند میں مسلمانوں کے قائدانہ کردار اور مجاہدانہ سرگرمیوں کی بنا پر انھیں یہ اندیشہ رہتا ہے کہ شاید آج بھی اہل مدارس اس طرح کی سرگرمیوں میں مصروف ہو سکتے ہیں، ایسے لوگوں کی مدارس کے بارے میں غلط فہمیوں کا ازالہ ضروری ہے، ہمیں یہ حقیقت واضح کرنی چاہیے کہ عہد اسلاف ؒ میں مذہب اسلام کی تعلیمات کے مطابق آزادی کے لیے اس طرح کی کارروائی کی ضرورت تھی اور آزاد ہندوستان میں بھی اگرچہ ہمارے حقوق پامال ہو رہے ہیں؛ لیکن ان کے حصول کی جدوجہد کے لیے پرتشدد راستہ اختیار کرنے کی ابھی تک ضرورت نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آزادی کے بعد حکومت یا ارباب حکومت کے خلاف جو سازشیں ہوئی ہیں، ان میں بہت سے طبقات کے لوگوں کو دیکھا جا سکتا ہے؛ لیکن مدارس عربیہ یا ان کے فضلا کی شرکت کو ثابت نہیں کیا جا سکتا، اب یہ ارباب حکومت کا کام ہے کہ وہ مسلمانوں کے مذہبی اور شہری حقوق میں مداخلت نہ کریں اور حالات کو پُر امن رکھنے میں ہماری مدد کریں۔

مدارس اسلامیہ کا قومی کردار:

یہ ایک روشن حقیقت ہے مدارس اسلامیہ ملک وملت اور انسانیت کے لیے خیر وفلاح کے سرچشمے ہیں، یہ ملک کو امن پسند، ایمان دار اور فرض شناس شہری فراہم کرتے ہیں، یہ انسان دوستی اور صلح وآشتی کا درس دیتے ہیں، یہاں نفرت نہیں محبت سکھائی جاتی ہے، یہاں پڑھنے والے کا فکری خمیر، امن وسلامتی، دردمندی، خیرخواہی، غریب پروری، وطن دوستی اور احترام انسانیت کے جذبات سے تیار ہوتا ہے۔ اور یہ وطن دوستانہ، امن پسندانہ کردار صرف دارالعلوم دیوبند یا چند بڑے مدارس کے ساتھ خاص نہیں ہے؛ بلکہ ملک کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے تمام مدارس اسی طرز فکر کے حامل ہیں؛ اس لیے کہ دارالعلوم دیوبند اور دیگر مرکزی مدارس سے جو رجال کار تیار ہوئے انھوں نے اپنے اکابر کی اسی فکر کو اپنایا اور پورے ملک میں چراغ سے چراغ جلانے کا کام کیا اور اپنی مثبت سوچ اور اعلیٰ ترین کردار سے چپے چپے کو منور کر دیا اور اپنے بزرگوں کے پیغام امن وانسانیت کو گاؤں گاؤں پھیلا دیا اس لیے اگر یہ کہا جائے تو قطعاً مبالغہ نہ ہوگا کہ مدارس اسلامیہ دہشت گردی کی راہ میں سد سکندری کی حیثیت رکھتے ہیں، جس کا ایک قوی ترین شاہد یہ تاریخی حقیقت ہے کہ یہ مدارس، صدیوں سے اپنے اسی دینی نصاب ونظام کے ساتھ سرگرم عمل ہیں؛ لیکن کبھی بھی ان کے کردار پر حرف نہیں آیا؛ بلکہ ان سے جمہوریت پسند، محبّ وطن، امن پرور اور ملک وقوم کے وفادار علمائے دین تیار ہوتے رہے ہیں، جن کی وطن دوستی ہر شک شبہ سے بالاتر رہی اور وہ اپنے بلند کردار اور اعلیٰ تعلیمات کے ذریعے ہر قسم کی تفریق پسندانہ ذہنیت کے مقابلے میں سینہ سپر رہے۔ ان کے اسی کردار نے ہمارے (سابق) وزیر اعظم کو اس کا موقع فراہم کیا کہ وہ اقوام متحدہ میں فخر کے ساتھ کہہ سکیں کہ ہندوستانی مسلمان دہشت گردی میں ملوث نہیں ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ مدارس کا کردار بالکل آئینے کی طرح صاف ہے، یہاں کے نظام میں کوئی چیز راز نہیں ہے، سب کچھ کھلا ہوا ہے ایسے شفاف کردار پر جب کیچڑ اچھالی جاتی ہے تو قلب ودماغ ایک حیرت ناک اذیت سے دوچار ہوتے ہیں ؏

دل ہی تو ہے، نہ سنگ وخشت، درد سے بھر نہ آئے کیوں

(خطبۂ صدارت: دہشت گردی مخالف کانفرنس منعقدہ: ۱۴۲۹ھ)

احتیاط اور تیقظ کی ضرورت

سازشوں کے اس ماحول میں اہل مدارس کی ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں اور ضروری ہوگیا ہے کہ پورے تیقظ، بیدار مغزی حسن تدبیر اور حکمت عملی سے مخالفین کی جانب سے پھیلائی ہوئی سازشی کثافتوں سے مدارس کو بچائے رکھنے کے لیے کسی بھی امکانی سعی واحتیاط سے دریغ نہ کریں؛ کیوں کہ ایسے حالات میں معمولی سی غفلت وبے احتیاطی مخالفین کی رخنہ اندازیوں کے لیے راستہ ہموار کر سکتی ہے۔

رابطۂ مدارس عربیہ کا یہ اجتماع ذمہ داران مدارس کی توجہ اس جانب بھی مبذول کرانا ضروری سمجھتا ہے، کہ عہد ماضی کے پرسکون اور بڑی حد تک معتدل ماحول کے برعکس عصر حاضر کی فضائیں انتہائی پرشور اور ہیجان انگیز ہیں؛ اس لیے تعلیم وتربیت کے سلسلے میں زمانۂ قدیم کے بالمقابل موجودہ وقت میں بہت زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں بہ طور خاص مدارس میں اقامت پذیر طلبہ کے لیے ایسا نظام الاوقات ترتیب دیا جائے، جس سے طلبہ کا زیادہ سے زیادہ وقت تعلیمی مشاغل میں مصروف رہے اور اس بات کی پوری کوشش کی جائے کہ طلبہ بیرونی منفی اثرات سے کم سے کم متاثر ہوں، دفتر رابطہ سے شائع شدہ مجوزہ نظام تعلیم وتربیت کو سامنے رکھ کر ارباب مدارس اپنے اپنے تجربات اور احوال وظروف کی مطابق لائحۂ عمل مرتب کر کے پورے طور پر اسے نافذ کریں۔ (تجویز اجلاس رابطہ مدارس ۱۴۳۰ھ)

مدارسِ اسلامیہ کے لیے حکومتی امداد سے اجتناب ضروری

دارالعلوم دیوبند کے قدیم دستورِ اساسی میں قیامِ دارالعلوم کے مقاصد کو پانچ دفعات میں بیان کیا گیا ہے، ان میں چوتھی دفعہ ہے:

''حکومت کے اثرات سے اجتناب واحتراز اور علم وفکر کی آزادی کو برقرار رکھنا''۔ اس لیے ہمارے اکابر واسلافؒ نے کبھی کوئی مدد طلب نہیں کی، مدد طلب کرنا تو دور کی بات ہے، کبھی پیش کش کی گئی تو اس کو بھی قبول نہیں کیا، مالی تعاون کا یہ سلسلہ برطانوی دور حکومت سے جاری ہے۔ پچھلے سالوں میں اس طرح کی کوششیں پھر تیز ہوگئیں تھیں؛ چناں چہ رجب ۱۴۱۹ھ میں رابطۂ مدارس اسلامیہ کا کل ہند اجتماع دارالعلوم دیوبند میں منعقد ہوا اور مدارس اسلامیہ کے لیے حکومتی امداد کے مسئلے پر غور خوض ہوا اور اتفاق رائے سے سرکاری امداد سے احتراز کی تجویز منظور کی گئی۔ مدارسِ اسلامیہ کے ذمہ داران کو تاکید کی گئی کہ اس طرح کی سازشوں سے ہوشیار رہیں اور حکومت سے کسی طرح کا مالی تعاون حاصل کرنے سے احتراز کریں۔

بعدازاں حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب نور اللہ مرقدہٗ، سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند وسابق صدر رابطۂ مدارسِ اسلامیہ عربیہ کی جانب سے رابطۂ مدارس اسلامیہ سے مربوط اور غیر مربوط تمام مدارس اسلامیہ کو (جن کے پتے دستیاب ہوسکے) درج ذیل مکتوب ارسال کیا گیا، جس میں سرکاری امداد کے نقصانات اور مضر اثرات بیان کیے گئے اور اس سے اجتناب کی اپیل کی گئی۔

اسلامی مدارس میں سرکاری امداد کے مضر اثرات

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ برصغیر میں قائم اسلامی مدارس نے علومِ اسلامیہ کی حفاظت واشاعت، اسلام کے بقا وتحفظ، مسلمانوں کے درمیان اسلامی اقدار

وروایات اور دینی ثقافت کے فروغ اور ملک وملت کی قیادت وسیادت کے حوالے سے نہایت ہی قابل قدر اور زریں خدمات انجام دی ہیں۔

ان مدارس نے اکابر رحمہم اللہ کے مقرر کردہ منہاج کی روشنی میں توکل علی اللہ کے قیمتی سرمایے کے ساتھ، عوامی تعاون کے ذریعے، پوری فکری آزادی کو قائم رکھتے ہوئے اپنے مشن کو جاری رکھا ہے۔

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ نے دارالعلوم دیوبند کے لیے طے فرمودہ، اپنے الہامی اصول ہشت گانہ میں ارباب حکومت کی ہر طرح کی امداد سے اجتناب کی تاکید فرمائی اور اسے مضر بھی قرار دیا ہے اور ہر دور کے اکابر اور ارباب مدارس اسی اصول کی پیروی کرتے رہے ہیں؛ اس لیے انھوں نے کبھی حکومتِ وقت سے کوئی مالی امداد طلب نہیں کی۔ کبھی امداد کی پیش کش کی گئی تو قبول نہیں کیا۔ اس نظریے کی بنیاد یہ ہے کہ حکومت کی امداد سے مندرجہ ذیل نقصانات کا پیدا ہوجانا یقینی امر ہے۔

۱ پہلی بات یہ ہے کہ اسلام میں حصولِ علم کا مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہے۔ اور علم دین کو دنیوی مقاصد اور مفاد کے لیے حاصل کرنے پر شدید وعید کا ذکر کیا گیا ہے۔ اگر سرکاری امداد حاصل کی جائے گی تو علم دین حاصل کرنے والوں کی نیت کو محفوظ رکھنا مشکل ہوجائے گا۔

۲ دوسری بات یہ ہے علما کی ذمہ داریاں بے شمار ہیں۔ انہیں تعلیم وتربیت کے ساتھ دعوت وتبلیغ کا فرض بھی ادا کرنا ہے۔ مسلمانوں کی دینی قیادت بھی کرنی ہے؛ اس لیے کسی کی داد ودہش کا مرہونِ منت ہونا ان کے فرضِ منصبی کی ادائیگی میں حارج ہوسکتا ہے۔

۳ سرکاری امداد قبول کرنے کا ایک کھلا ہوا نقصان جو مشاہدے میں آرہا ہے، یہ ہے کہ کتنے ہی مدارس اس امداد کو قبول کرنے کے بعد اپنی تعلیمی وتربیتی کارکردگی باقی نہیں رکھ سکے، اور عوامی جواب دہی سے بے نیازی

کے تصور نے ان کو یکسر معطل اور بے کار بنا دیا ہے۔

۴ پھر آزاد ہندوستان میں اب تک کے تجربات کے تحت اس پر بھی غور کرنا چاہیے کہ اربابِ حکومت سے یہ توقع کیسے کی جاسکتی ہے کہ وہ اسلام یا مذہبی تعلیم کی سربلندی کے لیے کوئی تعاون کریں گے؟۔

موجودہ صورت حال یہ ہے کہ ملک کے بہت سے صوبوں میں مدرسوں کو امداد دینے والے سرکاری بورڈ پہلے سے موجود ہیں، جن کے تحت بہت سے مدرسے حکومت کی امداد حاصل کررہے ہیں، بعض اور صوبوں میں حال ہی میں مدرسہ بورڈ اور ترقیاتی فنڈ برائے مدارس کے قیام کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ بعض صوبوں میں دینی مدارس کے رجسٹریشن کو لازمی قرار دے کر ان کی امداد اور ان میں سدھار کے نام پر نصاب میں تبدیلی کی بات کی جارہی ہے، جن کے پس پردہ حکومت کے اپنے مقاصد ہیں؛ کیوں کہ کسی خاص فرقے کی مذہبی تعلیم وثقافت کو فروغ دینے کے لیے سرکاری مالی امداد دینا، آئینی اعتبار سے حکومت کے دائرۂ عمل سے باہر ہے، پھر بھی حکومت کی اس معاملے میں یہ فراخ حوصلگی دوررس مقاصد کے تحت ہی ہے، اس لیے ہمیں سمجھنا چاہیے کہ یہ ایک زریں دامِ فریب ہے، جو مدارس اسلامیہ کو حکومت کے زیر کنٹرول لانے کے لیے بچھایا جارہا ہے؛ تاکہ اس کے بہانے مدارس اسلامیہ میں مداخلت کی راہ نکل آئے اور اس کے بعد آسانی سے ان کی علمی وفکری آزادی کو سلب اور ان کے مذہبی ودینی کردار کو ختم کردینے کا دیرینہ خواب شرمندۂ تعبیر ہو جائے۔

اس وقت عالمی سطح پر اسلامی تعلیم کے خلاف صہیونیوں کے منصوبے کے تحت تیار کردہ سازش کو زور وشور سے روبہ عمل لانے کی کوشش کی جارہی ہے؛ تاکہ اسلامی تعلیم کے نظام کو اس طرح مفلوج کردیا جائے کہ اس سے صرف نام نہاد اور جذبۂ دین وفہمِ دین سے عاری علما تیار ہوں۔ ہمارے ہاں حکومتی مشینری پر پُرتشدد طبقے

کے چھا جانے کی وجہ سے، مدارس کے سلسلے میں جو خطرات پیدا ہو چکے ہیں اور حکومت اور ذمہ دارانِ حکومت کے بیانات اور طرزِ عمل سے جو یقینی خدشات جنم لے رہے ہیں، انھیں بھی ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔

اس لیے حالات کا تقاضا ہے کہ اسلامی مدارس کی آزادی کے تحفظ، نظام تعلیم وتربیت کو فعال بنائے رکھنے، مدارس کو حکومت کے دامِ فریب سے محفوظ رکھنے، اور ان کے دینی منہاج اور اسلامی کردار وتشخص کی حفاظت وبقا کے لیے مؤثر تدابیر اختیار کی جائیں اور ان مقاصد کے حصول کے لیے ہر طرح کی حکومتی امداد سے مکمل احتراز کیا جائے۔

امید ہے کہ مدارس کے تحفظ کے حوالے سے پیش کردہ یہ مشورہ آں جناب کی توجہ حاصل کرسکے گا۔ اور حکومتی امداد کے مضمرات اور مضر اثرات پر سنجیدگی سے غور کیا جائے گا۔ اور اس بارے میں اکابر واسلاف رحمہم اللہ کے مقرر کردہ منہاج کے مطابق ہی مدارس اسلامیہ کا نظام قائم رکھا جائے گا۔

مجوزہ مرکزی مدرسہ بورڈ کیوں قابل قبول نہیں؟

دارالعلوم دیوبند اور اس کے نہج پر قائم مدارسِ اسلامیہ علومِ کتاب وسنت کی تعلیم واشاعت اور مسلم معاشرے کی دینی ضروریات کی تکمیل کے لیے قائم کیے گئے ہیں، کہ ان سے دین کے سچے ومخلص خادم، اسلام کے جاں باز وجرأت مند سپاہی تیار کیے جائیں، جو اسلامی عقائد وشعائر اور دینی اخلاق وروایات کے داعی ونقیب بنیں اور باطل طاقتوں کی فتنہ سامانیوں اور ریشہ دوانیوں سے اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کا فریضہ انجام دے سکیں۔

تاریخ شاہد ہے کہ دارالعلوم دیوبند اور دیگر مدارس اسلامیہ مذکورہ بالا مقاصد عالیہ کے حصول میں پورے طور پر کامیاب رہے ہیں۔ ان مدارس نے اسلام اور مسلمانوں

کی حفاظت وصیانت، علوم اسلامیہ کی ترویج واشاعت، مسلم معاشرہ کی اصلاح وتجدید اور ملک وملت کی تعمیر وترقی میں جو روشن کردار ادا کیا ہے وہ تاریخ کا روشن باب ہے۔

مدارس اسلامیہ کا یہی وہ تابناک پہلو ہے جو دشمنانِ اسلام کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح چبھتا ہے، اور وہ ان مدارس کو اپنے مذموم مقاصد کی راہ میں حائل سب سے بڑی رکاوٹ سمجھتے ہیں؛ اس لیے پہلے تو انھوں نے ان مدارس کی کردار کشی کی، ان کو بدنام کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی، اور تخویف وترہیب کا انداز اپنایا گیا؛ لیکن جب اس سے ان کا مقصد حاصل نہ ہوا تو پھر ترغیب وتحریض کا طریقہ اختیار کیا گیا، ان کو سرکاری امداد کا لالچ دیا گیا، ان کو روزی روٹی سے جوڑنے کی کوشش کی گئی اور مرکزی مدرسہ بورڈ کی تجویز لائی گئی؛ تاکہ اسلامی مدارس کو ان سے منسلک کرکے ان کو ان کے قدیم ومتوارث منہاج ونظام سے منحرف کردیا جائے اور دینی تعلیم کے یہ روشن مینار، ایمان ویقین کے یہ مراکز، سرکاری اسکولوں اور کالجوں میں تبدیل کردیے جائیں؛ چناں چہ پہلے تو رابطۂ مدارس کی مجلس عاملہ نے اس موضوع پر اجلاس میں غور وخوض کیا پھر دارالعلوم دیوبند نے رابطۂ مدارسِ اسلامیہ کے زیر اہتمام ۱۴۲۸ھ میں مدارسِ اسلامیہ کا کل ہند اجلاس منعقد کیا اور مرکزی مدرسہ بورڈ کے قیام کی تجویز کو سختی سے مسترد کیا گیا۔

مرکزی مدرسہ بورڈ کی تجویز، مدارس اسلامیہ کی حقیقی روح پر سنگین حملہ

ہندوستان کے مدارسِ اسلامیہ عربیہ کا یہ کل ہند اجلاسِ عام، مرکزی حکومت کی جانب سے مدرسہ بورڈ قائم کیے جانے کی تجویز کو حد درجہ تشویش کی نظر سے دیکھتا ہے اور نہایت قوت وصراحت کے ساتھ اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ یہ تجویز، مدارس اسلامیہ کے بنیادی مقاصد کے منافی اور ان کی تعلیمی سمت سفر کو بدلنے اور فکری آزادی پر قدغن لگانے کی ایک خطرناک کوشش ہے، جسے قبول نہیں کیا جاسکتا ہے، اس

لیے کہ مدارس کا نصب العین، فروغِ دین، تحفظِ قرآن وسنت، اشاعتِ علوم دینیہ اور ایسے مخلص رجالِ کار تیار کرنا ہے، جو اگلی نسلوں تک اس عظیم امانت کو منتقل کرسکیں۔

ظاہر ہے کہ ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے وہی طریقۂ کار مفید وکار آمد ہو سکتا ہے، جو اسلاف سے وراثتاً ہمیں ملا ہے اور صدیوں کا آزمودہ ہے، جس کے تحت مدارس اسلامیہ اس سیکولر ملک میں تحفظِ علوم دین کی عظیم خدمت انجام دینے کے ساتھ ایسے تاریخ ساز مردان کار تیار کرنے میں کامیاب رہے ہیں، جنھوں نے نہ صرف ملت اسلامیہ کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا؛ بلکہ امن پسند، ایمان دار، فرض شناس اور محبِّ وطن شہری کی حیثیت سے، تمام ہی اہلِ وطن کے لیے مشعلِ راہ کا کردار ادا کیا۔

اس لیے یہ ملک گیر اجلاس محسوس کرتا ہے کہ مدارس اسلامیہ کو اپنے مذکورہ مقاصد عالیہ کے حصول کے لیے، پہلے سے زیادہ اپنے اکابرؒ کے منہاج پر استقامت کے ساتھ سرگرم عمل ہوجانا چاہیے اور ان پر لازم ہے کہ وہ مدرسہ بورڈ اور اس قسم کی ہر ایسی کوشش کو مسترد کردیں، جس کا مقصد ان کو علم وعرفان کی کارگاہوں کے بجائے، روزی روٹی مہیا کرنے والے کارخانوں میں تبدیل کرکے معنوی موت سے ہم کنار کرنا ہے۔

اسی کے ساتھ مدارس کا یہ عظیم اجتماع مرکزی حکومت سے اپیل کرتا ہے کہ وہ مذہبی تعلیم وتبلیغ سے متعلق، اقلیتوں کو دستور میں دیے گئے حقوق کا صحیح معنوں میں احترام کرے اور اس تجویز کو واپس لے کر اپنے سیکولر پسند وجمہوریت نواز ہونے کا عملی ثبوت دے اور مدارس اسلامیہ کو اپنا نام نہاد مالی تحفہ دینے کے بجائے، سچر کمیٹی کی رپورٹ کی روشنی میں، اقلیتوں کے ان لاکھوں بچوں کی تعلیم کا انتظام کرے، جو ہر قسم کی تعلیم سے محروم ہیں، نیز اقلیتوں کے عصری تعلیمی اداروں کو مزید مستحکم وفعال بنانے کی جانب خصوصی توجہ دے اور جن مقامات میں اس قسم کے ادارے نہیں ہیں، وہاں نئے ادارے قائم کرے۔ نیز مسلمانوں کی پسماندگی دور کرنے کے لیے ضروری اقدامات کرے۔

مدارسِ دینیہ کا یہ عظیم ملک گیر اجتماع یہ محسوس کرتا ہے کہ کوئی بھی ایسی صورت
مدارس کے لیے نا قابل برداشت ہوگی، جس سے ان مدارس کی خود مختار حیثیت اور
آزادی مجروح ہو، اور صدیوں کے آزمودہ طریقۂ کار میں رخنہ پڑے؛ کیوں کہ
ایسی کوئی بھی مداخلت آگے چل کر مدارس کو ان کے اصل دینی مقاصد سے ہٹا دے
گی اور ان کی تعلیمی روح اور ڈھانچے کو درہم برہم کردے گی، ان وجوہ سے یہ
اجتماع مرکزی مدرسہ بورڈ کو مسترد کرتا ہے۔

(تجویز۱ کل ہند اجلاس عام رابطہ مدارس اسلامیہ، منعقدہ: ۲۵، ۲۶ ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ)

مکاتب دینیہ کے قیام پر زور

اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ ملک کے طول وعرض میں اسلامی مدارس بڑی
تعداد میں موجود ہیں اور حضرات اکابر رحمہم اللہ کے مقرر کردہ الہامی اصول وہدایات
کی روشنی میں دینی تعلیم کی اشاعت، معاشرے کی اصلاح، بدعات وخرافات اور
جہالت وناخواندگی کی بیخ کنی اور مسلمانوں کی دینی وملی رہنمائی کے حوالے سے اہم
اور قابل قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔

لیکن یہ بھی ایک افسوس ناک حقیقت ہے کہ بہت سے علاقے اب بھی
جہالت کی تاریکی سے نہیں نکل سکے ہیں اور وہاں اب تک مسلم بچوں اور بچیوں کی
ابتدائی اور بنیادی دینی تعلیم کا کوئی بندوبست نہیں کیا جا سکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ
قادیانی مبلغین، عیسائی مشنریاں اور ہندو تنظیمیں، ان علاقوں میں سرگرم ہیں اور
مسلمانوں کو مختلف قسم کا لالچ دے کر اور ان کی جہالت وناداری کا فائدہ اٹھا کر
انھیں مرتد بنانے کی سعی کر رہی ہیں۔

فرزندانِ توحید کو دشمنانِ اسلام کے دامِ فریب سے دور رکھنے کی ایک ہی
سبیل ہے کہ ان کو بنیادی دینی تعلیم سے آراستہ کر دیا جائے۔ اکابر دارالعلومؒ نے

دینی مکاتب کے قیام پر بھرپور توجہ مبذول رکھی ہے۔

رابطۂ مدارس اسلامیہ عربیہ دارالعلوم دیوبند کی مجلس عمومی کے پہلے اجلاس
منعقدہ ۱۶ر صفر ۱۴۲۳ھ میں اس بات پر زور دیا گیا تھا کہ مدارس اسلامیہ کے ذمہ دار
حضرات اپنے علاقوں میں دینی مکاتب کے قیام پر خصوصی توجہ دیں اور اس کو اپنے
مدرسے کا ہی ایک کام سمجھیں، اسی طرح اس اجلاس میں رابطہ کا جو دستور العمل منظور کیا
گیا ہے اس کی دفعہ ۵ کے تحت شق (د) میں "جن علاقوں میں مرکز ضرورت محسوس
کرے وہاں مدارس ومکاتب کے قیام کی جدوجہد کرنا" رابطہ کے اغراض ومقاصد
میں شامل کیا تھا، پھر مجلس شوریٰ دارالعلوم کی تجویز کے مطابق، رابطۂ مدارس سے منسلک
مدارس اسلامیہ کے ذمہ داران حضرات کو اس جانب متوجہ کیا گیا، کہ وہ اپنے اطراف
میں مکاتب کے قیام پر توجہ دیں اور اپنے بجٹ کا دس فیصد حصہ اس مد میں خرچ کریں۔

مدارس میں درجۂ پنجم تک پرائمری تعلیم کا انتظام کیا جائے

اسی کے ساتھ متعدد بار اس پر بھی زور دیا گیا کہ اپنے قائم کردہ مدارس
میں ذمہ دارانِ مدارس درجہ پنجم پرائمری تک ایسا نصاب تعلیم رائج کریں، جو
دینیات کے ساتھ ضروری عصری علوم، حساب جغرافیہ، علاقائی زبان اور تاریخ پر
مشتمل ہو اور بہتر ہوگا کہ ان مکاتب ومدارس کو حکومت سے منظور کرا لیا جائے

(تجویز۱ مجلس عاملہ رابطہ منعقدہ: ۱۴۲۶ھ)

ادیان باطلہ اور فرق ضالّہ کے خلاف منظّم اور مربوط جدوجہد کی ضرورت

مسلک اہل سنت والجماعت کی پابندی، اس کی اشاعت اور فرق باطلہ کی
تردید میں مدارس اسلامیہ کا نمایاں کردار رہا ہے، فکری انحرافات اور عقائد باطلہ
سے مسلمانوں کی حفاظت مدارس اسلامیہ کے بنیادی مقاصد میں شامل ہے۔

عصر حاضر میں مختلف باطل فرقے سر ابھار رہے ہیں، خاص طور پر عیسائیت،

قادیانیت، غیر مقلدیت اور انکار حدیث کے فتنے تیزی کے ساتھ سرگرم ہو رہے ہیں؛ اس لیے اس پہلو سے مدارس کا متحرک ہونا حد درجہ ضروری ہے۔

رابطۂ مدارس اسلامیہ کی مجلس عمومی کا یہ اہم اجلاس، مؤقر ذمہ داران مدارس کی توجہ اس طرف مبذول کرانا ضروری سمجھتا ہے کہ ان کی ذمہ داری صرف تعلیم وتدریس ہی نہیں ہے؛ بلکہ غلط افکار وعقائد سے مسلمانوں کی حفاظت، باطل تاویلات وتحریفات کی تردید اور شریعت اسلامیہ کی، قرآن وسنت پر مبنی تشریح پیش کرنا بھی ان کا فریضہ؛ بلکہ سب سے اہم فریضہ ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں "يَنفُون عنه تحريفَ الغالِينَ وانتِحالَ المُبطِلِينَ وتَاوِيلَ الجَاهِلِينَ" کے الفاظ سے حاملین علم کے فرائض منصبی کی تعیین کی گئی ہے؛ اس لیے مذاہب باطلہ اور فرق ضالہ کے دام فریب کا شکار ہونے سے سادہ لوح مسلمانوں کو بچانے کے لیے مدارس کو پہلے سے کہیں زیادہ سرگرم ہونے کی ضرورت ہے، کیونکہ عصر حاضر میں ان باطل مذاہب اور فرقوں نے اپنی سرگرمیاں تیز کردی ہیں۔

چنانچہ عیسائیت ایک بار پھر سر ابھار رہی ہے۔ عیسائی مشنریاں مسلمانوں کی ناخواندگی اور غربت کا فائدہ اٹھا کر ان کو اپنے دام فریب میں پھانسنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ ان کی اِن ارتدادی سرگرمیوں کے خلاف جد جہد تیز کرنے کی شدید ضرورت ہے۔

نیز منظم انداز پر قادیانیت کے تعاقب وتردید پر توجہ مرکوز رکھنے کی ضرورت ہے؛ اس لیے کہ یہ دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایسی بغاوت کی آگ ہے، جو مسلمانوں کے خرمن ایمان کو پھونک ڈالتی ہے، موجودہ وقت میں قادیانی اپنے مغربی آقاؤں کے مادی ومعنوی تعاون سے، اپنے مذہب کی ترویج واشاعت کے لیے ہر قسم کے ہتھکنڈے اپنا رہے ہیں۔

اسی طرح غیر مقلدین کی جارحیت اور ان کی جانب سے اہل سنت کے سواد اعظم، حضرات احناف بالخصوص علماءِ دیوبند کے خلاف شرانگیز مہم مسلسل جاری

ہے۔ ادھر کچھ عرصے سے شیعیت وبریلویت کی سرگرمیوں میں بھی تیزی آرہی ہے، ان تمام فرق ضالہ کی تردید وتعاقب کے لیے مدارس اسلامیہ کو فوری طور پر متوجہ ہونا چاہیے۔ اس مقصد کے لیے ضروری ہے کہ:

(۱) علماء وفضلا کو ان تمام فرقوں کی تردید کے لیے باقاعدہ تیار کیا جائے، جس کے لیے مختلف علاقوں میں تربیتی کیمپ لگائے جائیں، ہر علاقے کے بڑے مدارس، دارالعلوم کی رہنمائی میں اس کا انتظام کریں۔

(۲) مسلمانوں کے تمام طبقات کو ان باطل افکار کی زہرناکی سے واقف کرایا جائے، اس کے لیے آسان زبان میں لٹریچر بھی تیار کیا جائے اور حسب ضرورت عمومی اجلاس منعقد کیے جائیں۔

(۳) تمام ہی مدارس اپنے علاقوں میں فرق باطلہ کی سرگرمیوں پر گہری نظر رکھیں، ان کی روک تھام کی کوشش کریں، اور حسب ضرورت، دارالعلوم میں فرق باطلہ کی تردید میں سرگرم شعبوں بالخصوص کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت اور شعبۂ تحفظ سنت سے تعاون حاصل کریں۔

(۴) مدرسے کے کتب خانوں میں باطل فرقوں سے متعلق کتابیں فراہم کی جائیں، اور جہاں کتب خانے نہیں ہیں وہاں کتب خانے قائم کیے جائیں۔ نیز حسب ضرورت فرق باطلہ کی تردید اور ان کے باطل نظریات سے عوام کو واقف کرانے کے لیے کتابچے اردو اور مقامی زبانوں میں تیار کرکے طبع کرائے جائیں اور عوام میں تقسیم کیے جائیں۔

(۵) بڑے عربی مدارس اپنے منتہی طلبہ کو بھی ان موضوعات پر تربیت دیں اور تقریر وتحریر کے ذریعے ان فتنوں کے تعاقب کے لیے انھیں تیار کریں، اس سلسلے میں دارالعلوم کے محاضرات علمیہ سے رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

(۶) اساتذہ وقتاً فوقتاً اپنے اسباق میں فکر صحیح اور مسلک اکابر سے طلبہ کو واقف کرائیں۔

(۷) مدارس عربیہ اپنے علاقہ کی دینی صورت حال پر نظر رکھیں، اور دینی

معاشرے کورواج دینے کی کوشش کریں۔

(۸) اپنے علاقے کی مساجد میں کسی بھی نماز کے بعد درسِ قرآن کا سلسلہ جاری کیا جائے، جوعوام کی اصلاح وتربیت کے لیے حضرات اکابر رحمہم اللہ کا آزمودہ نسخہ ہے۔ (تجاویز مجلس عاملہ رابطہ منعقدہ:۲۰۰۵ء)

حفاظت اسلام میں مدارس کا کردار

اسلام کے خلاف اگرچہ ہمیشہ سازشوں اور ریشہ دوانیوں کا سلسلہ جاری رہا ہے؛ لیکن موجودہ دور میں زیادہ منظم طریقے پر پوری قوت اور شدت کے ساتھ باطل طاقتوں نے کام شروع کردیا ہے۔اس لیے رابطہ مدارس کے ارکانِ گرامی کو متوجہ کرنا ضروری ہے کہ وہ حفاظت اسلام کے موضوع پر حسب ضرورت اپنی حیثیت ووسعت کے مطابق بلاتاخیر کام شروع کردیں۔ بڑی جماعتوں کے طلبہ کو فرقِ باطلہ کی تردید وتعاقب پر مواد اور معلومات فراہم کریں۔ممکن ہوتو دارالعلوم دیوبند کے طرز پر محاضرات کانظم قائم کریں۔اپنے اطراف واکناف کا جائزہ لے کرعوام میں بیداری کے لیے حسب ضرورت اجتماعات اور دوروں کانظم کریں۔

رابطۂ مدارس کی صوبائی شاخوں کوفعال بنانے کی ضرورت

دارالعلوم دیوبند کے زیراہتمام رابطۂ مدارس اسلامیہ عربیہ کے اس متحدہ نظام کو مزید مستحکم بنانے کے لیے مجلس عمومی کا دوسرا کل ہنداجلاس اس بات کی ضرورت محسوس کررہا ہے کہ رابطہ کی صوبائی شاخوں کومزید فعال ومتحرک بنایا جائے، جن صوبوں میں ابھی تک رابطۂ مدارس کی باضابطہ تشکیل نہیں ہوئی ہے وہاں رابطے کے نظام کوقائم کیا جائے، اور ہرصوبے کے ذمہ داران ضلعی سطح پر رابطۂ مدارس کی شاخوں کا قیام عمل میں لائیں، اور مرکزی دفتر رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ دارالعلوم دیوبند کی

ہدایات اوراطلاعات کے مطابق صوبائی شاخیں مندرجہ ذیل امورکاالتزام کریں:

(الف) مربوط مدارس سے مسلسل رابطہ رکھا جائے۔

(ب) وقتاً فوقتاً صوبائی رابطے کے تحت علاقے کے مرکزی مدارس میں رابطہ کے اجلاس منعقد کیے جائیں، اوران میں صوبے کے مربوط مدارس کے تعلیمی وتربیتی امور کا جائزہ لیا جائے اور مشکلات ومسائل کے بارے میں غوروخوض کیا جائے۔

(ج) مربوط مدارس کی کارکردگی سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے تعلیمی وتربیتی معاینے کانظام قائم کیا جائے، اوراس کی رپورٹ مرکزی دفتر کوبھی ارسال کی جائے۔

دیوبندیت کے خط وخال

دیوبندیت مسلمانوں میں کسی نئے فرقہ کا نام نہیں ہے؛ بلکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد:ما أنا عليه وأصحابي کے مطابق اہل سنت والجماعت کے عقیدہ وعمل کا نام ہے جس کی تفصیل میں مندرجہ ذیل چیزوں کوداخل کیا جائے گا۔

۱ کتاب وسنت کی نصوص کوصحابہ کرامؓ کے تعامل وتوارث کے مطابق قبول کرنا۔

۲ اختلاف کی صورت میں مسائل فقہیہ میں امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کوراجح قرار دینا، دیگر ائمہؒ کی تقلید کوجائز سمجھنا اورعدم تقلید کوعام مسلمانوں کے لیے نقصان دہ تصور کرنا۔

۳ اعتقادیات میں اسلاف کے طریقۂ تفویض کواصل قرار دینا اورضرورت کے مطابق اشاعرہ وماتریدیہ کی تشریحات کواہمیت کے ساتھ قبول کرنا، یعنی جن نصوص کا ظاہر مسلماتِ شرعیہ سے متعارض ہوان کی تشریح وتفصیل میں اشاعرہ وماتریدیہ کی رائے کوضرورت کے موقع پرصحیح یاراجح قرار دینا۔

۴ تزکیۂ اخلاق کوضروری سمجھنا اوراس سلسلے میں ظاہر وباطن میں شریعت کا اتباع کرنے والے صوفیا کے طریقے کودرست قرار دینا۔

۵ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں تا بہ مقدور سعی کرنا۔

۶ اسلاف کرامؒ اور ائمہ اربعہؒ سے ہٹ کر کسی نئے منہاج کو بدعت تصور کرنا اور امت مسلمہ کو اس سے محفوظ رکھنے کی سعی کرنا۔

یہ ہیں مسلک دیوبند کے بنیادی نکات، اور چوں کہ تقسیم ہند سے پہلے دیگر ممالک کی طرح افغانستان سے بھی طلبہ کی آمدورفت پر کوئی پابندی نہیں تھی؛ اس لیے اس زمانے میں دارالعلوم سے اس علاقے کے ہزاروں فضلا نے استفادہ کیا، پھر انھوں نے اپنے علاقے میں مسلک دارالعلوم کی اشاعت کا کام کیا، دارالعلوم ہی کے نصاب تعلیم کے مطابق تعلیم دینے والے ادارے قائم کیے، وغیرہ وغیرہ، اسی لیے وہاں کے علماء کی اکثریت متحدہ قومیت کی قائل رہی ہے اور طالبان کے ”دیوبند“ کی طرف انتساب کو اسی کی روشنی میں سمجھنا چاہیے۔

(خطبۂ صدارت اجلاس اول مجلس عمومی: ۱۶/۲/۱۴۲۳ھ)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معیارِ حق ہیں

علمائے ہند کا یہ نمائندہ اجلاس تحفظ سنت ملک کے موجودہ حالات کے پیش نظر اپنے اس اذعان ویقین کا اظہار ضروری سمجھتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت نجوم ہدایت ہے، ان کی روایت تو حجت ہے ہی، ان کی درایت بھی امت کے لیے نمونۂ عمل ہے، عہد صحابہ میں جن احکام ومسائل کے بارے میں اجماع ہو گیا ہے، وہ دین میں حجت ہیں، ان سے انحراف جائز نہیں۔ اور جن مسائل میں ان کی آراء مختلف رہی ہیں ہمارے نزدیک حق وصواب انہی میں منحصر ہوگا، ان سے خروج درست نہیں، اسی طرح وہ مسائل جن پر ائمہ اربعہ: امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کا اتفاق ہے اب ان سے خروج بے دینی ہے۔

(اعلامیہ مشاورتی اجلاس تحفظِ سنت دارالعلوم دیوبند منعقدہ: ۲/ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ)

ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ پر اعتماد ضروری

یہ اجلاس اس بات کا بھی اظہار ضروری سمجھتا ہے کہ ائمہ مجتہدین اور فقہا ومحدثین کی علمی ودینی خدمات اہل اسلام کا ایک عظیم سرمایہ ہے، جن پر مکمل اعتماد ہمارے لیے خیر وفلاح اور سعادت کا باعث ہے، علمائے ہند کے اس اجلاس کا یہ احساس ہے کہ معاندین اسلام، بالخصوص یورپ اور امریکہ اس وقت اسلام اور مسلمانوں کے دائرۂ حدود ونفوذ کو تنگ سے تنگ کرنے کے لیے پوری قوت کے ساتھ تحریک چلا رہے ہیں، ایسے پُرآشوب وقت میں پورے عالمِ اسلام کو متحد ہوکر ان کی اس منفی جارحانہ تحریک کا مقابلہ کرنا چاہیے؛ لیکن جماعتِ غیر مقلدین نے نہ جانے کن تصورات کے تحت ان کے مقابلے کے بجائے خود مسلمانوں کے خلاف چوطرفہ محاذ کھول رکھا ہے، اور مسلمانوں کے سواد اعظم کو بہ زعمِ خود دین سے خارج کرنے کی جدوجہد میں مبتلا ہیں اور افسوس وحیرت تو اس بات پر ہے کہ سعودی حکومت ان غیر مقلدین کی ہر طرح سے ہم نوائی کررہی ہے، اور ”وزارۃ الشؤون الاسلامیہ“ کے شعبہ ”توعیۃ الجالیات“ نے مقلد مسلمانوں، بالخصوص احناف کے اکابر علماؒ کے خلاف مہم چلا رکھی ہے، سعودی حکومت جو اتفاق بین المسلمین کی سب سے بڑی داعی ہے اور ماضی میں اس نے اس سلسلے میں قابلِ ذکر خدمات انجام دی ہیں، وہی آج افتراق بین المسلمین کا سبب بنی ہوئی ہے، اس کا یہ رویہ جہاں عام مسلمانوں کے حق میں نقصان دہ ہے، وہیں خود سعودی حکومت کے لیے اس کا انجام بہتر نہیں ہوگا۔

یہ اجلاس حکومت سعودی عرب سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس سلسلے پر روک لگائے اور اسکے لیے عملی اقدامات کرے، ورنہ امت کا سواد اعظم ہند وبیرون ہند میں سعودی حکومت کے اس طرزِ عمل پر اپنی بے چینی کا اظہار کرنے پر مجبور ہوگا۔

(اعلامیہ مشاورتی اجلاس تحفظِ سنت دارالعلوم دیوبند منعقدہ: ۲/ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ)

تحفظِ سنت کے سلسلہ میں منظّم جدوجہد جاری رکھی جائے

دارالعلوم دیوبند کے زیر اہتمام، تحفظ سنت کے موضوع پر منعقد ہونے والا یہ اہم مشاورتی اجلاس پورے اعتماد کے ساتھ اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ امت مسلمہ کے لیے راہ ہدایت، اہل السنۃ والجماعۃ کا وہ راستہ ہے جسے حدیث شریف میں ”مَاأَنَا عَلَیْهِ وَ أَصْحَابِی“ کے جامع لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے، یعنی حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حضرات ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ کی بیان کردہ تفصیلات کی روشنی میں کتاب وسنت پر عمل کرنا اور ائمہ واسلافؒ کے راستے پر مضبوطی سے کاربند رہنا، جسے ہر دور میں امت کے سواد اعظم نے اختیار کیا اور جس کی نمائندگی پوری جامعیت کے ساتھ، اس دور میں، حضرات اکابر دیوبندؒ کے ذریعے ہوتی ہے۔

اس راہ ہدایت سے امت مسلمہ کو منحرف کرنے کی جو ناروا کوششیں گذشتہ تقریباً ڈیڑھ صدی سے جاری ہیں، ان کا جھنڈا موجودہ دور میں جماعت غیر مقلدین نے اٹھا رکھا ہے، اور علما سے امت کا رابطہ منقطع کرنے اور علما پر اعتماد کمزور کرنے کی مسلسل محنت کے نتیجے میں مسلمانوں کا ایک طبقہ اس نئی فکر سے متاثر ہو رہا ہے۔ اس لیے علما کرام اور مدارس اسلامیہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ امت مسلمہ کو اس فکری گمراہی سے محفوظ رکھنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوں اور بھرپور جدوجہد سے کام لیں۔

اس مقصد کے لیے یہ اجلاس درج ذیل اقدامات تجویز کرتا ہے اور امید کرتا ہے کہ حضراتِ علما، اربابِ مدارس اور ملت کے تمام ذمہ دار حضرات، ان تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں گے۔

﴿۱﴾ بڑے مدارس طلبہ کو اس موضوع پر تیار کرنے کے لیے دارالعلوم دیوبند کے طرز پر محاضرات کا نظام قائم کریں، جن میں تکمیلات اور منتہی جماعتوں کے

طلبہ شریک ہوں۔

﴿۲﴾ منتخب اساتذۂ کرام کو اس موضوع پر تربیت دی جائے۔

﴿۳﴾ بڑے مدارس اپنے یہاں ایسے مبلغین کا تقرر کریں، جو اس موضوع پر بھرپور تیاری کے ساتھ کام کرسکیں۔

﴿۴﴾ اس موضوع پر اساتذۂ مدارس، ائمۂ مساجد اور مقامی علما کی تدریب کے لیے علاقائی سطح پر تربیتی کیمپ منعقد کیے جائیں۔

﴿۵﴾ جو مسائل غیر مقلدین اٹھاتے ہیں ان کے بارے میں مختصر اور جامع ومدلل کتابچے تیار کراکے عام کیے جائیں۔

﴿۶﴾ مختلف شہروں میں ”مجلس تحفظ شریعت“ کے نام سے کمیٹیاں قائم کی جائیں، جو غیر مقلدین اور دیگر فرق باطلہ کے تعاقب کا کام کریں۔

﴿۷﴾ جو سادہ لوح عوام یا عصری تعلیم یافتہ لوگ غیر مقلدین سے متاثر ہوتے ہیں ان کو انفرادی محنت اور عمومی جلسوں کے ذریعے صحیح فکر سے روشناس کرایا جائے۔

﴿۸﴾ ائمۂ مساجد حسب ضرورت اس موضوع پر گفتگو کریں اور ذمہ داران مساجد اس میں اُن کا تعاون کریں۔

﴿۹﴾ طلبہ کو احادیث یاد کرانے کا سلسلہ جاری کیا جائے اور اُن میں بھرپور مسلکی شعور پیدا کیا جائے۔

﴿۱۰﴾ یہ اجلاس، مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند سے اپیل کرتا ہے کہ وہ دارالعلوم میں سرگرم عمل شعبۂ تحفظ سنت کے دائرۂ کار کو وسعت دے؛ تاکہ اس کے ذریعہ افراد سازی کا کام بڑے پیمانے پر کیا جاسکے۔

﴿۱۱﴾ سعودی حکومت اور علما ومشائخ کو صحیح صورت حال سے واقف کرانے کے لیے، دارالعلوم دیوبند کی قیادت میں موقر علما کا ایک وفد وہاں کا دورہ کرے۔ اور اعلامیہ کے مطابق اجلاس کے اندیشوں اور جذبات سے حکومت سعودیہ کو واقف

کرائے کہ غیر مقلدین، سعودی علما ومشائخ کا نام لے کر عوام کو گمراہ کرتے ہیں، وہاں سے حاصل شدہ وسائل کا غلط استعمال کرتے ہیں اور اہل حق سے سعودی عرب کی حکومت اور علما کو دور کرنے کے لیے غلط پروپیگنڈے کا سہارا لیتے ہیں، اور جالیات کے شعبۂ تبلیغ کا بھی غلط استعمال کرتے ہیں۔ اس طرح وہ سعودی حکومت کی بدنامی کا سبب بن رہے ہیں اور امت میں تفریق پیدا کر رہے ہیں؛ لہٰذا حکومت سعودیہ کو چاہیے کہ وہ راہِ سلف سے منحرف اس فرقے کی تائید وتقویت کے بجائے، اس پر قدغن لگائے۔

(تجاویز مشاورتی اجلاس تحفظِ سنت دارالعلوم دیوبند)

مدارس میں تعلیم وتربیت کا معیار بلند کرنے اور نظام کو شفاف بنانے کی ضرورت

رابطۂ مدارس اسلامیہ کی مجلس عمومی کا یہ اہم اجلاس، شدت سے اس بات کو محسوس کرتا ہے کہ مدارس اسلامیہ اس وقت، اپنی تاریخ کے نازک دور سے گزر رہے ہیں، ایک طرف تو اسلام دشمن طاقتوں کی ریشہ دوانیاں ہیں، جو دین وایمان کے اِن مراکز کو اپنے ناپاک عزائم کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ سمجھتی ہیں، دوسری جانب مسلمانوں کا وہ طبقہ ہے جو مغربی تعلیم وتہذیب کا پروردہ یا اس سے مرعوب ہے اور اسی بنا پر یا تو دینی تعلیم کی ضرورت کا منکر ہے یا مدارس کو ان کی موجودہ شکل میں ناقابل قبول گردانتا ہے، اور ان کا قبلہ بدلنے کی ہر کوشش عمل میں لانا اپنا فرض سمجھتا ہے۔

ایسے حالات میں پہلے سے کہیں زیادہ ضروری ہے کہ مدارس اسلامیہ، کتاب وسنت کی روشنی میں اپنے اکابر رحمہم اللہ کے طے کردہ منہاج اور ان کے اختیار فرمودہ طرز عمل پر گامزن رہیں، طلبہ کی تعلیم وتربیت پر بھرپور توجہ دیں، مخلص، محنتی اور باصلاحیت اساتذہ کا تقرر کریں، اساتذہ کے مشاہرے اور طلبہ کے قیام وطعام کا معیار بہتر بنائیں، حساب وکتاب شفاف رکھیں، انتظامی معاملات میں، قرآنی حکم " وأمرهم شوریٰ بینهم "کو اپنا

نصب العین بنائیں، مدرسے کے دستور العمل کی پابندی کریں، مختصر یہ کہ ایسے اقدامات عمل میں لائیں، جو مدارس میں افراد سازی ومردم گری کا وہ ماحول واپس لانے میں مددگار ہوں، جو اُن کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ (تجویز اجلاس مجلس عمومی ۱۴۳۳ھ)

دارالعلوم دیوبند کے اعلیٰ سطحی وفد کی سابق وزیر اعظم سے ملاقات

ڈائرکٹ ٹیکسز کوڈ سے مسلم تعلیمی ومذہبی اداروں کو مستثنیٰ کرنے، مرکزی مدرسہ بورڈ کی تجویز موقوف کرنے

اور فلسطینی مظلومین کی حمایت میں مؤثر کردار ادا کرنے کا مطالبہ

دارالعلوم دیوبند کے ایک اعلیٰ سطحی وفد نے ۲۵/مئی ۲۰۱۲ء کو سابق وزیر اعظم ہند جناب منموہن سنگھ صاحب سے ملاقات کی اور ان کو رابطۂ مدارس اسلامیہ دارالعلوم دیوبند کے اجلاس منعقدہ ۱۵/مارچ ۲۰۱۲ء کی تجاویز کی روشنی میں چند اہم مطالبات پر مبنی میمورنڈم پیش کیا، وفد کی قیادت دارالعلوم دیوبند کے مہتمم عالی وقار حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب دامت برکاتہم، صدر رابطۂ مدارس اسلامیہ عربیہ نے کی، وفد کے دیگر ارکان حسب ذیل ہیں:

جناب مولانا رحمت اللہ صاحب میر قاسمی، رکن مجلس شوری دارالعلوم دیوبند

جناب مولانا محمود اسعد مدنی سابق ممبر پارلیمنٹ وجنرل سکریٹری جمعیۃ علماءِ ہند

جناب مولانا شوکت علی قاسمی ناظم عمومی رابطہ مدارس اسلامیہ واستاذ دارالعلوم دیوبند

جناب مولانا محمد سلمان بجنوری استاذ دارالعلوم دیوبند

وفد نے ڈائریکٹ ٹیکسز کوڈ سے مسلمانوں کی مساجد اور مسلم تعلیمی ومذہبی اداروں کو مستثنیٰ رکھنے، مرکزی مدرسہ بورڈ کی تجویز کو کالعدم کرنے اور فلسطینی مظلومین کی حمایت میں مؤثر کردار ادا کرنے کا حکومت ہند سے مطالبہ کیا، نیز

''آر، ٹی، ای'' سے مدارس اور اقلیتی اداروں کو مستثنیٰ کرنے پر حکومت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس ترمیم شدہ قانون پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کا مطالبہ کیا۔

معاشرے کی اصلاح کے لیے منظّم جدوجہد جاری رکھی جائے

موجودہ نازک ترین اور صبر آزما حالات میں حضرات علماء کرام اور مسلمانانِ ہند کو نہایت بیدار مغزی، ہوش مندی اور حکمت عملی کا ثبوت دینا اور استقلال وعزیمت کے ساتھ حالات کا مقابلہ کرنا ہوگا؛ اس لیے جہاں یہ ضروری ہے کہ تیزی کے ساتھ بدلتے ہوئے گردوپیش کے حالات، اسلام دشمن طاقتوں اور فرقہ پرست عناصر کی سازشوں اور سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی جائے اور پوری بصیرت کے ساتھ حالات کے مقابلے کے لیے منظّم جدوجہد جاری رکھی جائے، وہیں سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق مستحکم کریں، انابت الی اللہ اپنے اندر پیدا کریں، توبہ واستغفار کا اہتمام کریں اور خود بھی صراطِ مستقیم پر گام زن رہیں اور پوری ملت کی اصلاح کی فکر کریں، موجودہ مسلم معاشرے میں رائج غیر اسلامی رسوم ورواج کو ختم کرنے، معاشرے کو صحیح اسلامی معاشرہ بنانے کے لیے منظّم اور پیہم جدوجہد جاری رکھیں۔ آج ہم جب اپنے مسلم معاشرے پر نظر ڈالتے ہیں تو صاف طور پر دیکھتے ہیں کہ:

مادیت کا بڑھتا ہوا طوفان اور مغربی تہذیب کا روز افزوں سیلاب اسلامی روایات واقدار پر اپنی گرفت مضبوط کرتا جارہا ہے، جس کی بنا پر مسلم معاشرہ اسلامی تہذیب سے بے گانہ ہورہا ہے، عورتوں کی بے پردگی بے حیائی کے درجے تک پہنچ رہی ہے، جوا، سٹّہ اور مسکرات کا استعمال ہمارے نوجوانوں میں رواج پذیر ہے۔ شادی اور نکاح کے موقع پر اسلامی رسوم کی جگہ مغربی طور وطریقہ اپنانے کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے، سودی کاروبار کی قباحت دلوں سے کم ہوتی جارہی ہے؛ اس لیے

دردمندانہ گذارش ہے کہ علماء کرام اور مدارس اسلامیہ کے ذمہ داران آنے والے خطرے کا احساس کریں اور اپنی منتشر قوت کو اکٹھا کرکے پوری قوت کے ساتھ اس طوفان کا مقابلہ کریں، مسلم معاشرے میں مذہبی احکام کی تعمیل کا جذبہ پیدا کریں اور ان تمام مہلک اور تباہ کن رسوم کی اصلاح کے لیے کھڑے ہوجائیں، جنھوں نے مسلمانوں کی دینی، معاشرتی اور معاشی حالت کو تباہ کررکھا ہے۔

اس لیے ہماری سب سے بڑی ذمہ داری اپنے احوال کی اصلاح ہے اور یہی مسلم پرسنل لاء کی حفاظت کا مؤثر اور کامیاب طریقہ ہے، اگر ہم خدا کی توفیق سے اپنی زندگی کو شریعت کے سانچے میں ڈھالنے میں کامیاب ہوجائیں، تو انشاء اللہ راستے کی تمام مشکلات دور ہوجائیں گی اور رحمت خداوندی بھی اپنی آغوش میں لے کر تمام خطرات سے بے نیاز اور محفوظ کردے گی۔

اصلاح معاشرہ کے سلسلے میں درج ذیل بنیادی نکات پر خصوصی توجہ مرکوز رکھی جائے:

(۱) توحید، رسالت، آخرت، ضروریات دین اور تمام بنیادی عقائد کا مسلمانوں کو استحضار کرایا جائے، تاکہ غفلت کے سبب جو غلطیاں ہوجاتی ہیں ان سے بچا جاسکے۔

(۲) مسلمانوں کو بتایا جائے کہ بقدر ضرورت دینی تعلیم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے، اس لیے کوئی بچہ تعلیم سے محروم نہ رہنا چاہیے۔

(۳) مسلمانوں کو بتایا جائے کہ خدا کی رضاجوئی کے لیے شریعت کے مطابقت تمام کام عبادت ہیں، اس لیے اصطلاحی عبادات یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ، ذکرواذکار وغیرہ کے ساتھ وہ اپنے تمام معاملات کو شریعت کے مطابق عمل میں لائیں۔

(۴) مسلمانوں کو بتایا جائے کہ وہ تمام معاملات، رہن سہن، لین دین، خرید وفروخت اور تقریبات وغیرہ کو شریعت کے سانچے میں ڈھال لیں؛ تاکہ آخرت بھی

استوار ہو اور دنیا کی زندگی بھی راحتوں سے ہمکنار ہو جائے۔

(۵) ماحول میں پائے جانے والے جوے، سٹے، لاٹری وغیرہ کے کاروبار حرام اور نقصان دِہ ہیں، ان سے پوری طرح بچا جائے، ناجائز اور غیر مشروع لہو ولعب مثلاً سنیما، ٹیلی ویژن اور ناچ گانوں کی مجلسوں سے اجتناب برتا جائے۔

(۶) تمام تقریبات، شادی، ولیمہ، عقیقہ وغیرہ کے سلسلے میں شریعت کے سادگی کے انداز کو اختیار کیا جائے۔

(۷) نوجوانوں اور ان کے والدین کو بتایا جائے کہ شادی میں جہیز پر نظر رکھنا شریعت اور اعلیٰ انسانی قدروں کے خلاف ہے۔

(۸) شادی وغمی کی رسوم کی ادائیگی کے لیے سودی وفرسودی قرضہ لینے کا سلسلہ بند کیا جائے۔

(۹) وہ تمام فضول اور لایعنی رسمیں جو محض ننگ وعار کے خیال یا صرف نام ونمود کی نمائش کے لیے انجام دی جاتی ہیں انہیں بالکلیہ ترک کر دیا جائے۔

(۱۰) مسلمانوں کو بتایا جائے کہ بلاوجہ یا معمولی باتوں پر طلاق دینا شرعاً گناہ ہے، اور مجبور کن حالات میں طلاق دینے کا طریقہ یہ ہے کہ صرف ایک طلاق رجعی دے کر اصلاح حال یا تفریق کا انتظار کرنا چاہیے، ایک وقت میں تین طلاق دینا مذموم اور خلافِ سنت ہے، یہ اگر چہ قانوناً نافذ ہو جاتی ہیں لیکن ایسا کرنا تقاضائے شریعت اور تقاضائے انسانیت کے خلاف ہے۔

(۱۱) مسلمان عورتوں کو بتایا جائے کہ ان کی کیا ذمہ داریاں ہیں، اور پردے کی کیا اہمیت ہے۔

(۱۲) عورتوں کے ساتھ حسن سلوک اور حسن معاشرت کا معاملہ کیا جائے، ان کے شرعی حقوق سے غفلت نہ برتی جائے، شریعت کے مطابق میراث میں ان کے مقررہ حصے سے انھیں محروم نہ کیا جائے۔

(۱۳) موجودہ ذرائع ابلاغ انسان کو فحاشی، عریانی، بے حیائی، جھوٹ، فریب اور کھلے گناہوں کی ترغیب دے رہے ہیں، ان کا استعمال بُری سے بُری صحبت سے زیادہ نقصان دِہ ہے، اس لیے ہر مسلم گھرانے کو اس سے محفوظ رکھنے کی ضروریات پر زور دیا جائے۔

(۱۴) قوموں کی زندگی میں اپنی شناخت اور اپنے شعار کی بڑی اہمیت ہے، اس لیے اپنی وضع قطع اور ہیئت کو اسلامی بنانے کی بڑی ضرورت ہے۔

(۱۵) مسلمانوں کو بتایا جائے کہ وہ اپنے تمام نزاعی معاملات کو شریعت کے مطابق حل کریں اور اس کے لیے محاکم شرعیہ یا امارت شرعیہ کی خدمات سے فائدہ اُٹھائیں۔

دُعا ہے کہ خدا اپنے فضل وکرم سے ہماری تمام پریشانیوں کو دور فرمائے، اور مسلمانوں کو اپنی شریعت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ (خطبہ صدارت اجلاس جمعیۃ علماء)

مدارس اسلامیہ کے نظام وکردار کا تحفظ

دارالعلوم دیوبند اور ملک میں پھیلے ہوے مدارس اسلامیہ نے ناخواندگی کو دور کرنے اور امت کو اپنی جڑوں سے وابستہ رکھنے میں اہم کردار ادا کیا ہے، ملک کی آزادی اور سماج کے اخلاق وکردار سازی میں ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں، اگر ملک میں قدیم تعلیمی ادارے، برادران وطن کی پاٹھ شالائیں اور دینی مدارس نہ ہوتے تو ''میکالے'' کی وہ حکمت عملی سو فیصد کامیاب ہو جاتی، جس کے تحت ہندوستانیوں کو جسم کے اعتبار سے ہندوستانی اور دل ودماغ کے اعتبار سے انگریز بنانے کی مہم چلائی گئی تھی۔ دینی مدارس اور ان کے فضلاء نے اس سازش اور مذموم حکمت عملی کی کامیاب مزاحمت ومخالفت کر کے ملک وقوم کی شبیہ کو بگڑنے سے بچایا، ان کے فارغین نے فرقہ وارانہ ہم آہنگی، ہندو مسلم اتحاد کو پروان چڑھانے

کے ساتھ، جنگ آزادی میں بے مثال قربانیوں کا نمونہ پیش کیا، عقائد کے تحفظ اور اپنی شناخت کے تیئں عوام کو بیدار کیا، اس حوالے سے مدارس کا کردار تاریخی اور ناقابل فراموش ہے، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ صہیونی طاقتوں اور اسلام و مسلم کے دشمن عناصر نے تاریخ کے ہر دور میں مدارس و مساجد کے مثالی کردار و نظام کو داغ دار و مجروح کرنے کی کوشش کی ہے اور آج بھی کردار کشی کی یہ مہم جاری ہے۔ ۱۱؍ستمبر ۲۰۰۱ء کے بعد سے اس مہم میں مختلف عنوانات سے تیزی پیدا کی گئی ہے، مدارس، مساجد اور مسلمان تینوں کو دہشت گردی کے ہم معنی بنا کر پیش کیا گیا، مدارس کی تعلیم و نصاب کی افادیت و معنویت پر سوالیہ نشان لگانے کی کوششیں بدستور جاری ہیں، خود مسلمانوں میں ایسے عناصر سرگرم عمل ہو گئے ہیں جو دینی مدارس کے معاونین اور خیرخواہوں کے سامنے یہ سوال کھڑا کر رہے ہیں کہ آپ مختلف مدوں کی جو رقوم دینی مدرسوں پر صرف کر رہے ہیں وہ کس حد تک بامعنی اور فائدہ مند ہے اور نہ صرف یہ کہ سوال کھڑا کیا جا رہا ہے بلکہ ان رقوم کا بہاؤ اپنی طرف کرنے کے لیے مسئلے سے بے نیاز ہو کر خواہ دینے والے کی زکوٰۃ ادا ہو رہی ہے یا نہیں، مختلف خوبصورت ناموں، عنوانوں سے ادارے اور فاؤنڈیشن بھی قائم کیے گئے اور کیے جا رہے ہیں، یہ صورت حال بہت ہی تشویش ناک ہے۔

ہمارے ارباب مدارس اور دینی اداروں کے ذمہ داروں کو جاری اس مذموم مہم کے توڑ کے ساتھ مدارس کی افادیت و معنویت کے اثبات کے لیے موثر اقدامات کرنے ہوں گے، ان سے ہم یہ بھی کہنا چاہتے ہیں کہ وہ مدارس کے اصل مقصد، تعلیم و تربیت سے طلبہ کو آراستہ کرنے پر توجہ مرکوز کریں، اس فلسفے کا مقصد، عمارتوں کی تعمیر اور دیگر قسم کی ظاہری نمود و نمائش پر ضرورت سے زیادہ توجہ مبذول کرنے سے بہت سے مسائل و مشکلات پیدا ہو رہے ہیں، اس سے باہمی رقابت و مقابلہ آرائی کے ساتھ، مدرسوں کے نظام تعلیم و نصاب کے مخالفوں کو غلط

پروپیگنڈے کا موقع ملتا ہے اور ارباب مدارس کا قیمتی وقت خواہ مخواہ کی غلط فہمیوں کے ازالے میں ضائع ہوتا ہے اور اصل مقصد سے توجہ ہٹ جاتی ہے، اس لیے ضروری ہے کہ اس سلسلے میں موثر احتیاطی تدابیر اور تدارک کی اقدامات کیے جائیں، مثلاً ضلع اور مقامی حکام اور علاقے کے بااثر افراد کو مدرسے کے مختلف اجلاسوں اور پروگراموں میں مدعو کریں، تاکہ وہ مدرسوں کے نظام و کردار کو قریب سے دیکھیں، اس سے بے بنیاد پروپیگنڈے پر روک لگانے میں مدد ملے گی، اجنبی افراد کو مدارس میں قیام کی ہرگز اجازت نہ دی جائے، ہر طرح سے اطمینان کر لینے کے بعد ہی قیام کی اجازت دی جائے۔

ہم اس طاقتور تشہیری نظام کے دور میں مدارس اسلامیہ کے کردار و نظام کے تحفظ کو ہر قیمت پر ضروری سمجھتے ہیں، مسلم اندلس کی تاریخ ہمارے سامنے ہے، عیسائیت اور مشنری یلغار کے سامنے مسلم آبادی جن اسباب سے ٹھہر نہ سکی اس کا سب سے بڑا اور اہم ترین سبب نظام مدارس کا آزاد نہ ہونا اور مضبوط و مربوط نہ ہونا تھا، اگر وہاں مدارس و مساجد کا نظام آزاد اور مستحکم و مربوط ہوتا تو اس تیزی سے وہاں سے مسلمانوں کا زوال نہ ہوتا جس سرعت سے ہوا۔ یہاں دینی مدارس کی افادیت و اہمیت ''اقبال'' جیسے جدید تعلیم یافتہ شخص نے بھی مشاہدے و تجربے کے بعد شدت سے محسوس کی تھی، انہوں نے ایک موقع پر حکیم شجاع احمد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا:

> ''ان مدرسوں، مکتبوں کو اسی حالت میں رہنے دو، غریب مسلمانوں کے بچوں کو انہیں مدرسوں میں پڑھنے دو، اگر یہ ملا، درویش نہ رہے تو جانتے ہو کیا ہوگا؟ جو کچھ ہوگا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں، ہندوستان کے مسلمان ان مدرسوں سے اگر محروم ہو گئے، تو بالکل اسی طرح، جس طرح اندلس میں مسلمانوں کی آٹھ سو برس کی حکومت کے باوجود آج ''غرناطہ'' اور ''قرطبہ''

کے کھنڈرات اور ''الحمراء'' اور ''باب الاخوتین'' کے نشانات کے سوکوئی نقش نہیں ملتا، اسی طرح ہندوستان میں بھی آگرے کے تاج محل اور دلی کے ''لال قلعے'' کے سوا مسلمانوں کی ہزار سالہ حکومت اور ان کی تہذیب کا کوئی نشان نہیں ملے گا''۔(خون بہا از حکیم شجاع احمد، ص:۴۳۹)

مدارس کی افادیت ومعنویت کے منکرین کو اس کی روشنی میں سوچنا چاہیے کہ یہ وہ چیز ہے جس کا اعتراف واعلان اقبالؒ نے کیا ہے، ہم مدارس کے ارباب حل وعقد سے کہنا چاہیں گے کہ وہ مدارس کے نظام ونصاب کو ارباب اقتدار کی مداخلت سے آزاد رکھیں اور نظام کو باہمی مربوط ومستحکم بنانے پر خصوصی توجہ مبذول کریں، حالات بہت سنگین ہیں، ان کے مطابق ہی حکمت عملی اپنانے اور اقدامات کی ضرورت ہے۔(خطبہ صدارت ۲۸ رواں اجلاس عام جمعیۃ علماءِ ہند)

Soft\Tughre\Bismillah Tugra\A008.TIF not found.

دستور العمل رابطۂ مدارس اسلامیہ عربیہ

دارالعلوم دیوبند

منظور کردہ: مجلس عمومی رابطۂ مدارس اسلامیہ عربیہ

منعقدہ ۱۶ر صفر ۱۴۲۳ھ مطابق ۳۰ر اپریل ۲۰۰۲ء

دفعہ ﴿۱﴾ اس تنظیم کا نام ''رابطۂ مدارس اسلامیہ عربیہ'' ہوگا۔

دفعہ ﴿۲﴾ مجموعۂ ضوابط کا نام ''آئین رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ'' ہوگا۔

دفعہ ﴿۳﴾ دستور کی تاریخ نفاذ ۱۶/۲/۱۴۲۳ھ مطابق ۳۰/۴/۲۰۰۲ء

دفعہ ﴿۴﴾ اس تنظیم کا مرکزی دفتر دارالعلوم دیوبند میں ہوگا اور رابطہ کے صدر، دارالعلوم دیوبند کے مہتمم صاحب ہوں گے۔

دفعہ ﴿۵﴾ اغراض ومقاصد

(الف) مدارس اسلامیہ عربیہ کے نظام تعلیم وتربیت کو بہتر بنانا۔

(ب) مدارس اسلامیہ عربیہ کے درمیان ہم آہنگی کو فروغ دینا اور روابط کو مستحکم کرنا۔

(ج) مدارس اسلامیہ عربیہ کی بقاء وترقی کے لیے صحیح اور مؤثر ذرائع اختیار کرنا۔

(د) ان علاقوں میں مدارس اور مکاتب کے قیام کی جد وجہد کرنا جہاں مرکز ضرورت محسوس کرے۔

(ھ) بوقت ضرورت نصاب تعلیم میں کسی جزوی ترمیم وتسہیل پر غور کرنا۔

(و) نصاب تعلیم میں شامل نایاب وکم یاب کتابوں کا نظم کرنا۔

(ز) اسلامی تعلیم اور اس کے مراکز کے خلاف کی جانے والی کوششوں اور سازشوں پر نظر رکھنا۔

(ح) مسلم معاشرہ کی اصلاح اور شعائر اسلام کی حفاظت کرنا۔

دفعہ《۶》 رابطۂ مدارس اسلامیہ عربیہ کے بنیادی اصول

(الف) رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ کے رکن وہی مدارس ہوں گے:

(ب) جو عقائد اہل سنت والجماعت کے پابند اور مسلک علماء دیوبند سے متفق ہوں۔

(ج) جو رابطہ کے بنیادی اغراض ومقاصد سے متفق ہوں اور دستور العمل کی پابندی قبول کریں۔

(د) جہاں دارالعلوم دیوبند کے نہج پر عربی درجات قائم ہوں، یا حفظ وتجوید کی تعلیم ہوتی ہو۔

دفعہ《۷》 رابطہ کی ہیئت ترکیبی

رابطہ مدارس اسلامیہ کی دو مجلسیں ہوں گی: (۱) مجلس عمومی۔ (۲) مجلس عاملہ۔

مجلس عمومی

(الف) یہ مجلس، دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے جملہ ارکان، پندرہ اساتذۂ دارالعلوم، جن کا انتخاب حضرت مہتمم صاحب کریں گے اور ان تمام مدارس اسلامیہ عربیہ کے ایک نمائندہ پر مشتمل ہوگی، جو رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ کے باضابطہ رکن ہوں۔

(ب) مجلس عمومی ہی رابطہ کی اصل ہیئت حاکمہ ہوگی۔

(ج) اس مجلس کے صدر دارالعلوم دیوبند کے مہتمم صاحب ہوں گے۔

(د) مجلس عمومی کے انعقاد کے لیے تاریخ مجوزہ سے ایک ماہ قبل ارکان مجلس کو اطلاع دینی ضروری ہوگی۔ البتہ کسی ہنگامی ضرورت کے تحت صدر مجلس، پندرہ یوم کے اندر مجلس عمومی کا جلسہ طلب کر سکتے ہیں۔

(ھ) مجلس عمومی کے فیصلے اتفاقِ رائے اور بصورت اختلاف، کثرت رائے سے ہوں گے۔

(و) دستور کی کسی دفعہ میں ترمیم یا تنسیخ کے لیے حاضرین کی دو تہائی اکثریت کا فیصلہ ضروری ہوگا بشرطے کہ مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند کے جو ارکان مجلس میں شریک ہوں ان کی اکثریت اس سے متفق ہو۔ اور ایجنڈے میں ترمیم کا مسئلہ صراحت کے ساتھ ذکر کر دیا گیا ہو۔

(ز) مجلس عمومی کے کورم کے لیے ضروری ہوگا کہ جملہ ارکانِ رابطہ کی چوتھائی تعداد شریک جلسہ ہو۔

(ح) اس مجلس کا جلسہ تین سال کے وقفہ سے ہوا کرے گا۔ البتہ خصوصی حالات میں صدرِ مجلس اس سے قبل بھی جلسہ طلب کر سکتے ہیں۔

دفعہ《۸》 مجلس عمومی کے اختیارات وفرائض

(الف) رابطہ کے دستور العمل کو منظوری دینا۔

(ب) رابطہ کے اغراض ومقاصد کی حفاظت کرنا۔

(ج) مجلس عاملہ کے فیصلوں پر بوقت ضرورت نظر ثانی کرنا۔

دفعہ《۹》 مجلس عاملہ، جس کی تشکیل مندرجہ ذیل طریقے پر ہوگی

- مجلس عاملہ ۵۱/ افراد پر مشتمل ہوگی، جن میں دس ارکان مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند ہوں گے، جن کا انتخاب مجلس شوریٰ کرے گی۔ دس اساتذہ دارالعلوم دیوبند ہوں گے، جن کا انتخاب حضرت مہتمم صاحب دارالعلوم دیوبند کریں گے اور اکتیس ارکان، رکن مدارس کے نمائندوں میں سے ہوں گے جن کا انتخاب مجلس عمومی کرے گی۔
- مجلس عاملہ کا انتخاب تین سال کے لیے ہوگا۔
- مجلس عاملہ کا جلسہ سال میں کم از کم ایک بار ہوگا۔ ہنگامی حالت میں صدر

صاحب اس سے زاید جلسے بھی طلب کر سکتے ہیں۔

- جلسہ کی مجوزہ تاریخ سے کم از کم پندرہ روز پہلے ارکان کو اطلاع ضرور دی جائے، خصوصی حالات میں اس سے کم مدت کی اطلاع پر بھی جلسہ طلب کیا جاسکتا ہے۔
- مجلس عاملہ کے صدر، دارالعلوم دیوبند کے مہتمم صاحب ہوں گے۔
- مجلس عاملہ کے جلسوں کا کورم مجلس کے ایک تہائی ارکان کی حاضری سے مکمل ہوگا۔

دفعہ ﴿۱۰﴾ فرائض مجلس عاملہ

- رابطہ کے اغراض و مقاصد کو بہ روئے کار لانے کے لیے تجاویز منظور کرنا اور انہیں نافذ کرنا۔
- مجلس عمومی کے فیصلوں اور تجاویز پر عمل درآمد کرنا۔
- رابطہ کے دائرے کو وسیع کرنے کے لیے لائحۂ عمل مرتب کرنا۔
- مربوط مدارس کے لیے ضابطۂ اخلاق مرتب کرنا، اور اس کے نفاذ کی صورت تجویز کرنا۔
- رابطہ مدارس کے اغراض و مقاصد کو فروغ دینے کے لیے صوبائی اور ضلعی شاخیں قائم کرنا۔
- مربوط مدارس کے تعلیمی و تربیتی جائزے کے لیے رہنما خطوط متعین کرنا۔
- مربوط مدارس کے لیے نظام تعلیم و تربیت مرتب کرنا اور ان کے نفاذ کی جدوجہد کرنا۔

دفعہ ﴿۱۱﴾ صدر کی ذمہ داریاں

- رابطہ کے تمام جلسوں کی صدارت کرنا۔
- مرکزی دفتر کی کارکردگی کی نگرانی کرنا، اور اس سلسلے میں ضروری ہدایات جاری کرنا۔
- مجلس عمومی اور مجلس عاملہ کے جلسوں کے لیے تاریخیں مقرر کرنا۔

دفعہ ﴿۱۲﴾ رابطۂ مدارس اسلامیہ کا ایک ناظم عمومی ہوگا، جس کا انتخاب صدر صاحب بمشورہ مجلس عاملہ کریں گے:

دفعہ ﴿۱۳﴾ ناظم عمومی کی ذمہ داریاں

- رابطۂ مدارس اسلامیہ عربیہ کے مقاصد کو بہ روئے کار لانے کی جدوجہد کرنا۔
- رکن مدارس سے آخری جماعت کے طلبہ کی فہرست اور سالانہ امتحان کے نتائج حاصل کرنا۔
- مرکزی دفتر کی دستاویزوں اور واجب الحفظ تحریروں اور مسلوں کو مرتب و محفوظ کرنا۔
- حسبِ ہدایت صدر رابطہ، مجلس عمومی و مجلس عاملہ کے جلسوں کے لیے ایجنڈا جاری کرنا۔
- مجلس عمومی، مجلس عاملہ اور دیگر ذیلی مجالس کی تجاویز اور فیصلوں کو نافذ کرنا۔
- رابطہ کی سالانہ رپورٹ کارکردگی مرتب کر کے مجلس عاملہ میں پیش کرنا اور رابطہ کی سہ سالہ رپورٹ مجلس عمومی کے اجلاس میں پیش کرنا۔
- مربوط مدارس کے نظام تعلیم و تربیت پر نظر رکھنا اور بوقت ضرورت بذاتِ خود یا بذریعۂ وفود ان کا جائزہ لینا اور مفید مشورے دینا۔
- دفتری امور کی نگرانی کرنا اور حسب ضرورت ناظم دفتر کو ہدایات جاری کرنا۔
- رابطہ سے متعلق صدر صاحب کے تفویض کردہ جملہ امور کو انجام دینا۔

دفعہ ﴿۱۴﴾ مربوط مدارس کی ذمہ داریاں

- فارم رکنیت کا پُر کرنا، جسے مرکزی دفتر سے حاصل کیا جاسکے گا۔
- اپنے فضلاء یا آخری تعلیمی سال کے طلبہ کی مکمل فہرست مع نتائج امتحان سالانہ مرکزی دفتر کو بھیجنا۔
- رابطہ کے اجتماعات میں ایک نمائندہ اپنے مصارف پر بھیجنا۔
- رابطہ کی طرف سے منظور شدہ نظام تعلیم و تربیت اور ضابطۂ اخلاق کو حتی الوسع اپنے مدارس میں بہ روئے کار لانا۔

رابطہ مدارسِ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند کی صوبائی شاخوں کی تشکیل کا طریقۂ کار اور ان کی ذمہ داریاں

(۱) ہر صوبے میں رابطہ مدارسِ اسلامیہ عربیہ دارالعلوم دیوبند کی ایک شاخ ہوگی۔

(۲) صوبائی رابطے میں صوبے کے وہ مدارس شامل ہوں گے جن کے ذمہ داران نے باضابطہ فارم رکنیت پُر کر کے مرکزی رابطہ کی رکنیت قبول کی ہوگی۔

(۳) صوبائی رابطہ کا ایک صدر ہوگا، جس کی نامزدگی مرکزی رابطہ کے صدر صاحب کے ذریعہ عمل میں آئے گی۔ ہر صوبہ کے تین تک نائبین ہوں گے اور ایک ناظم اعلیٰ ہوگا، جن کی تعیین صوبائی صدر صاحب مجلس عاملہ کے ارکان کے مشورے سے کریں گے اور دو ناظم ہوں گے جن کو ناظم اعلیٰ بمشورۂ صدر نامزد کرے گا۔

(۴) صوبائی رابطہ کی ایک مجلس عاملہ ہوگی، جو صوبہ کے مربوط مدارس کے منتخب نمائندوں پر مشتمل ہوگی۔

(۵) مذکورہ بالا عہدہ داران سمیت ارکان عاملہ کی تعداد، اکیس (۲۱) ہوگی۔ مجلس عاملہ کے ارکان کا انتخاب صدر صاحب تمام مربوط مدارس کے نمائندگان کے مشورے سے کریں گے اور اس انتخاب کے وقت مرکزی رابطہ کا کوئی نمائندہ بہ حیثیت مشاہد موجود رہے گا۔

(۶) اگر صوبہ کے مربوط مدارس کی تعداد بہت زیادہ ہو اور اکیس (۲۱) ارکان کے ذریعہ تمام یا اہم اضلاع کی نمائندگی نہ ہو سکے اور اس کی ضرورت محسوس کی جائے تو حسبِ ضرورت تعدادِ ارکان اور تعدادِ عہدے داران میں اضافہ کی گنجائش ہوگی۔

(۷) صوبائی رابطے کے عہدے داران اور مجلس عاملہ کے ارکان مرکزی رابطہ کے دستور العمل میں مذکورہ اغراض ومقاصد اور بنیادی اصول کے مطابق کام کریں گے اور مرکزی دفتر کی جانب سے مرسلہ تجاویز اور ہدایات کی روشنی

میں رابطہ کے اغراض ومقاصد کی تکمیل کی سعی کریں گے۔

(۸) صوبہ کے جملہ مربوط مدارس پر مشتمل صوبائی رابطہ کی مجلس عمومی ہوگی۔

(۹) مجلس عاملہ کا سال میں کم از کم دو بار اور مجلس عمومی کا اجلاس سال میں کم از کم ایک بار ہوگا۔

(۱۰) صوبائی صدر کی نامزدگی، مجلس عاملہ کے عہدے داران کا انتخاب تین سال کے لیے ہوگا۔

صوبائی شاخوں کی ذمہ داریاں

(الف) رابطہ کے دستور العمل میں مذکور اغراض ومقاصد کی حفاظت کرنا اور ان کو بہ روئے کار لانے کی سعی کرنا، رابطے کی ضلعی شاخیں قائم کرنا اور ان کے لیے ضمنی ضابطے مرتب کرنا۔

(ب) مربوط مدارس کے تعلیمی وتربیتی جائزے کے لیے وفود روانہ کرنا اور جائزے کی رپورٹ سے مرکزی دفتر کو آگاہ کرنا۔

(ج) مربوط مدارس کے نظامِ تعلیم وتربیت پر نظر رکھنا۔

(د) مرکزی دفتر کی جانب سے ارسال کردہ مجلس عمومی یا مجلس عاملہ یا صدر رابطہ کی ہدایات، تجاویز اور مشوروں کے نفاذ کی سعی کرنا۔

(ہ) مربوط مدارس میں ضابطۂ اخلاق کی سعی کرنا۔

(و) مذکورہ بالا امور کے علاوہ ضمنی طور پر ایسے ضوابط اور طریقۂ کار متعیّن کرنا، جن کی صوبے میں ضرورت محسوس کی جائے اور جو مرکزی دستور العمل کی کسی دفعہ اور بنیادی اغراض ومقاصد سے متصادم نہ ہو۔

(ز) صوبائی رابطے کے جملہ اخراجات صوبے کے ذمہ ہوں گے اور ان کی فراہمی کا طریقۂ کار مجلس عمومی اور مجلس عاملہ کے مشورے سے طے کیا جائے گا۔

نوٹ:۔ رابطۂ مدارس اسلامیہ عربیہ کی صوبائی شاخوں سے متعلق مذکورہ بالا

اصول وضوابط رابطۂ مدارس کی مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ: ۲۰/۴/۱۴۳۴ھ میں منظور کیے گیے اوران کے نفاذ کا فیصلہ کیا گیا۔

رابطہ مدارس سے ارتباط کا طریقۂ کار

(۱) رابطۂ مدارسِ اسلامیہ عربیہ کے رکن وہی مدارس بن سکیں گے جہاں دارالعلوم دیوبند کے نہج کے مطابق عربی درجات قائم ہوں، یا حفظ وتجوید کی تعلیم ہوتی ہو، تجوید کی کوئی کتاب داخل درس ہو اور اس کا امتحان بھی لیا جاتا ہو۔ نیز مدرسے میں طلبہ کے قیام وطعام کا باضابطہ انتظام ہو۔

(۲) مدرسہ کو رابطہ مدارسِ اسلامیہ عربیہ سے مربوط کرنے کے لیے متعلقہ مدرسہ کے لیٹر پیڈ پر حضرت مہتمم صاحب دارالعلوم دیوبند دامت برکاتہم کے نام درخواست، مدرسے کے مہتمم یا صدر مدرس صاحب کے دستخط کے ساتھ مرکزی دفتر رابطۂ مدارس اسلامیہ عربیہ دارالعلوم دیوبند میں داخل کی جائے۔

(۳) ہر صوبے میں رابطۂ مدارس کے صدر ہیں، فارم کے ساتھ متعلقہ صوبہ کے رابطۂ مدارس کے صدر صاحب کی تصدیق بھی پیش کی جائے۔ صوبائی صدر صاحب کی تصدیق کے بعد ہی رابطہ مدارسِ اسلامیہ عربیہ دارالعلوم دیوبند سے ارتباط کی کاروائی عمل میں لائی جا سکے گی، اور متعلقہ مدرسے کو مرکزی دفتر رابطہ سے سندِ ارتباط (تصدیقِ رکنیت) جاری کی جاسکے گی۔

(۴) مدرسہ میں جس جماعت تک تعلیم ہے، اس آخری جماعت کے طلبہ کے نام اور امتحان سالانہ میں ہر کتاب کے حاصل کردہ نمبرات اور ممتحن صاحب کی رپورٹ کی فوٹو کاپی یا نقل بھی فارم رکنیت کے ساتھ جمع کی جائے۔

(۵) فارم رکنیت کی خانہ پُری مکمل احتیاط کے ساتھ کی جائے۔

❀❀❀

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

اور

دارالعلوم دیوبند

از: حضرت مولانا نسیم احمد فریدیؒ

ساقیٔ دہلی کے مستوں نے بارضِ دیوبند — جب رکھی بنیاد مے خانہ بطورِ یادگار
دور دورہ ساغر صہبائے طیبہ کا ہوا — جُرعہ نوشانِ ازل آئے قطار اندر قطار
قاسم ومحمود وانور نے لنڈھائے خُم کے خُم — اپنی وسعت کے مطابق پی گیا ہر بادہ خوار
آج بھی ساقی کی چشم خاص کی تاثیر دیکھ — بادۂ مغرب کے متوالوں کا ٹوٹا ہے خمار
آج بھی آفاق میں اس میکدہ کی دُھوم ہے — چار جانب سے سمٹ کر آرہے ہیں بادہ خوار
در کفے جامِ شریعت در کفے سندانِ عشق — یہ خصوصیت یہاں ہر فرد میں ہے آشکار
اس کے ہر مے خوار کو پیرِ مغاں کا حکم ہے — باخدا دیوانہ باش و بامحمد ہوشیار
کاش اے ساقیٔ دہلی تو بھی آکر دیکھتا — اپنے میخانے کی رونق اپنے رندوں کی بہار
تیرا دورِ جام دورِ چرخ سے بھی تیز تر — تیرا مستقبل تیرے ماضی سے بڑھ کر شاندار
یا الٰہی حشر تک باقی رہے یہ مے کدہ — دور میں ساغر رہے تا گردشِ لیل ونہار
اسکی ہر ہر اینٹ میں تاریخِ ماضی ثبت ہے — ہند میں بزمِ دِلی کی ہے یہ واحد یادگار
مسلم ہندی اگرچہ مفلس و نادار ہے — پھر بھی اس سرمایۂ ملت کا ہے سرمایہ دار
شوکتیں جب دہلیٔ مرحوم کی آتی ہیں یاد — دیکھ کر اس کو بہل جاتا ہے قلبِ سوگوار
جن کی کوشش سے چلا ہے دورِ صہبائے حجاز — نور سے معمور کردے اے خدا ان کے مزار

آفریدیؔ تو بھی ہو ساغر بکف مینا بدوش
طالبِ جوشِ عمل ہے، ساقی ابرِ بہار